SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, June 02, 1999

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifty minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰا یھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ و کونوا مع الصّٰدقین ٥ ما کان لاھل المدینۃ و من حولھم من الاعراب ان یتخلفو عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہٖ ذٰلک بانھم لا یصیبھم ظماولا نصب و لا مخمصۃ فی سبیل اللہ ولا یطئون موطئًا یغیظ الکفار و لا ینالون من عدو نیلا الا کتب لھم بہٖ عمل صالح ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ٥

ترجمہ۔ اے اہل ایمان ! خدا سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو ٥ اہل مدینہ کو اور جو ان کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں ان کو شایاں نہ تھا کہ پیغمبر خدا سے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں ۔ یہ اس لئے کہ انہیں خدا کی راہ میں جو تکلیف پہنچتی ہے پیاس کی یا محنت کی یا بھوک کی یا وہ ایسی جگہ چلتے ہیں کہ کافروں کو غصہ آئے یا دشمنوں سے کوئی چیز لیتے ہیں تو ہر بات پر ان کے لئے عمل نیک لکھا جاتا ہے ۔ کچھ شک نہیں کہ خدا نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا ٥

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Question Hour. Question No. 25, Sajid Mir Sahib, on his behalf.

25. * **Mr. Sajid Mir:** Will the Minister for Women Development, Social Welfare and Special Education be pleased to state the monthly rent of the head office of Pakistan Bai-ul-Mal at Lahore?

Mrs. Tehmina Daultana: Pakistan Bait-ul-Mal is paying Rs. 225, 000 per month as rent for its Head Office Building at Lahore.

Mr. Chairman: Supplementary question.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! کم از کم تین وزراء غائب ہیں۔

جناب چیئرمین: جب ان کے سوال آئیں گے تو پھر دیکھا جائے گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! میں جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ جواب دیں گے۔ آپ سوال کریں تو وہ جواب دیں گے۔ جی حبیب جالب بلوچ صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ: جناب چیئرمین! بیت المال سے متعلق یہ سوال کیا گیا تھا کہ اس کے ہیڈ آفس کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے؟ تو جواب میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان بیت المال دو لاکھ ۲۵ ہزار روپے ماہانہ کرایہ اپنے ہیڈ آفس کے لئے ادا کر رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ بیت المال عربی سے لیا گیا ہے جس کا مطلب عوام کا خزانہ یا عوام سے اکٹھا کیا گیا روپیہ ہے' پھر اس کی اتنی خوبصورت ترین بلڈنگ کا کیا جواز بنتا ہے جس کا ۲ لاکھ ۲۵ ہزار ماہانہ کرایہ دے رہے ہیں۔ بیت المال بھی ہے اور دوسروں کے لئے ہے۔ لاہور میں اچھی خاصی بلڈنگ ۱۰ ہزار یا ۲۰ ہزار میں کرایہ پر لی جا سکتی ہے تو اتنے پیسوں کا ضیاع کیوں ہو رہا ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! میں فاضل ممبر سے اتفاق کرتا ہوں کہ this is on the high side. میں نے اس سلسلے میں انہیں instruct کیا ہے - ان کے پاس پہلے دوسری بلڈنگ تھی جو اب ان سے واپس لے لی گئی ہے۔ وہاں یہ ایک لاکھ روپے دے رہے تھے۔ اب جہاں انہوں نے لی ہے وہاں بھی باقی لوگوں کے پاس جو بلڈنگز ہیں ان کے مقابلے میں انہیں سستی ملی ہے۔ لیکن بہرصورت ۲ لاکھ ۲۵ ہزار روپے high side پر ہے۔ انہوں نے خود بھی گورنر صاحب کو move کیا ہوا ہے کہ کسی اور بلڈنگ کا کسی اور جگہ پر انتظام ہو جائے۔ شاید کوئی بلڈنگ خالی ہو۔

جناب چیئرمین: یہ کتنے سکوائر فٹ جگہ ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب چیئرمین! انہوں نے تیسرا اور چوتھا فلور لیا ہے۔ ۱۵ روپے فی مربع فٹ کے حساب سے انہوں نے لیا ہوا ہے۔ کوشش ہو رہی ہے کہ اسے اتنی high side پر نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب چیئرمین: یہ بلڈنگ کس جگہ پر واقع ہے۔ یہ کہاں پر ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: The Office was shifted to Qasoori Town. 4-Fan Road, Lahore. یہ اس جگہ پر ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: جناب چیئرمین صاحب! شکریہ۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بلڈنگ ضرور کسی بااثر آدمی کی ہوگی۔ اس میں بھی ضرور کوئی راز ہے۔ دوسرا میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ تو آپ نے ایک ہیڈ آفس کا بتایا ہے۔ اس کے تو بے شمار آفسز ہیں۔ صوبوں میں ہیں پھر ضلعوں میں ہیں۔ سارے دفاتر کا کرایہ اگر ملایا جائے تو کل کتنا بنتا ہے۔ پھر جناب چیئرمین! آپ اس کی افادیت کا سن کر حیران ہوں گے کہ لوگوں کو ۱۵۰ روپے دیتے ہیں اور وہ بھی ۳ مہینے کے بعد۔ کسی کو ملتے ہیں اور کسی کو ملتے بھی نہیں ہیں۔ پاکستان میں اکثر ایسے علاقے بھی ہیں جہاں پر بنکوں کی سہولت نہیں ہے جیسا کہ بلوچستان ہے۔ وہاں پر کئی دور دراز علاقے ہیں جہاں بنکوں کی سہولت نہیں ہے۔ وہ پیسے پتا نہیں کہاں جاتے ہیں۔ تو میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک تو بیت المال کے نام سے اتنے زیادہ اخراجات کر رہے ہیں اس کا کیا جواز ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ آپ جو ۱۵۰ روپے

دیتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے۔ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا ٗ میری تجویز پر غور نہیں کریں گے کہ اس کے لئے کوئی جامع منصوبہ ہو۔ ان پیسوں سے کوئی فیکٹری بنالیں تاکہ کسی کو اس کا مستقل فائدہ تو ہو۔ اس سے آپ قوم کو بھکاری بنا رہے ہیں۔ بے چارے لوگ انتظار میں رہتے ہیں کہ ہمیں کب بیت المال سے پیسے ملیں گے جن سے وہ آٹا خرید سکیں۔ تو کیا میری اس تجویز پر غور فرمائیں گے کہ اس بیت المال کو بامقصد بنائیں اور اس سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو فائدہ حاصل ہو۔

Mr. Chairman: Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! ویسے تو یہ سوال صرف کرائے سے متعلق ہے جو کہ Head Office کا ہے اور میں نے اس کے بارے میں پہلے ہی جواب میں عرض کر دیا ہے۔ باقی جو فاضل دوست نے کہا ہے تو بیت المال واقعی عوام کی خدمت کے لئے ہے اور انہی کے لئے وہ رقوم خرچ کر رہا ہے۔ اگر وہ کسی جگہ کوئی نامناسب یا غلط بات دیکھتے ہیں تو وہ نوٹس میں لائیں ٗ ہم انکوائری کر کے انشاء اللہ اس سلسلے میں مناسب اقدامات کریں گے۔

Mr. Chairman: Saifullah Paracha Sahib

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ Rs.2,25,000 ماہوار پر بیت المال کی یہ بلڈنگ حاصل کی گئی ہے۔ تو کیا وہ بیان فرمائیں گے کہ کیا طریقہ اختیار کیا گیا اس کی rental value مقرر کرنے کے لئے اور اس کا مالک کون ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ عرض یہ ہے کہ مالک کا تو میں نہیں بتا سکتا کہ اس عمارت کا مالک کون ہے۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ گراؤنڈ فلور اس کا Rs.35/- per sq. ft. پر گیا ہے۔ 3rd and 4th اور 5th and 6th floor Rs.27/- per sq. ft. ہے First floor sale کیا ہوا ہے۔ floor hired by PBM @ Rs.15/- per sq. ft. تو آپ دیکھ لیجئے کہ جو مالک ہیں انہوں نے بھی مقابلتاً اس کو کم شرح پر دیا ہے۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ سر ٗ یہ میرا سوال نہیں ہے۔ میرا سوال تھا کہ کیا کوئی شفاف طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کی rental value مقرر کرنے کے لئے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے شفاف طریقہ کیا ہو سکتا ہے

کہ جو اس سے اوپر کے فلور ہیں----

جناب احسان الحق پراچہ۔ جتنا آپ اوپر جائیں گے اتنا کرایہ کم ہوتا جائے گا۔ یہ کیا بات ہوئی جی۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ اچھا چلیئے آپ کی یہ بات مانتے ہیں۔ تو گراؤنڈ فلور کا Rs. 35/- per sq. ft. ہے۔ فرسٹ فلور انہوں نے بیچ دیا ہے۔ 5th and 6th floor کا Rs.27/- per sq. ft. ہے اور 3rd and 4th کا Rs. 15 per sq. ft. ہے۔ جو بھی اصول وہ چاہیں اپنا لیں۔ دونوں صورتوں میں یہ مقابلتاً رعایت پر ملا ہے لیکن پھر بھی میں یہ عرض کروں گا کہ ہم اسے high side پر سمجھتے ہیں اور میں نے محکمے کو ہدایت کی ہے کہ وہ کوشش کریں کہ اس مد میں اس سال اخراجات کم ہوں اور خود انہوں نے پہلے ہی اس سلسلے میں کارروائی کی ہوئی ہے۔

Mr. Chairman: Majid Sultan Sahib.

جناب ماجد سلطان خواجہ۔ شکریہ جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے بتایا ہے کہ اس کا دو لاکھ اور پچیس ہزار روپے مہینے کا کرایہ دیا جا رہا ہے۔ Rs.2,25,000/- means تقریباً ستائیس لاکھ روپے سال کا ہو گیا۔ دو سال کا چون لاکھ اور تین سال کا اکیاسی لاکھ، تو میں وزیر صاحب سے پوچھوں گا کہ یہ بہتر نہیں ہوگا کہ اتنے پیسے میں اگر بیت المال کے لئے اپنی بلڈنگ لے لی جائے اور اس کو آگے کرائے پر بھی دے سکتے ہیں۔ اس سے کچھ اور آمدن ہو جائے گی اور زیادہ بہتر استعمال ہو سکے گا۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ یہ میں نے بھی discussion میں ان کو briefing کے وقت کہا ہے۔ اس بات کو بھی ہم examine کریں گے۔ فاضل ممبر صاحب کی تجویز مناسب ہے۔

Mr. Chairman: Ihsanul Haq Paracha Sahib.

جناب احسان الحق پراچہ۔ جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ کتنے سالوں کے کرایہ کا معاہدہ ہوا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ میرے پاس معاہدہ تو سارا ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ معاہدہ بھی ہے تو مالک کا نام بھی اس میں ہو گا، وہ بھی ذرا

بتا دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔وہ ہے۔

whereas Mr. Umar Mehmood Kasuri S/o late Mian Mahmood Ali Kasuri, Mrs. Sofia Kasuri

ان کا ہے اور ....referred as M/s

جناب احسان الحق پراچہ۔یہ قصوری صاحب وہی ہیں جو ایم این اے ہیں۔ ان کے بیٹے ہیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ان کے بھائی ہوں گے۔ نام سے تو یہی لگتا ہے لیکن یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا۔

جناب احسان الحق پراچہ۔ اچھا کتنے سالوں کا ہے' وہ بتا دیں۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔لیکن یہ تو انہوں نے پھر بھی مہربانی کی ہے کہ بھئی ایک طرف پینتیس روپے ہے' دوسری طرف پندرہ روپے ہے' ایک طرف ستائیس ہے اور دوسری طرف پندرہ روپے ہے۔ لیکن بہرصورت وہی بات رہتی ہے جو میں نے پہلے عرض کی کہ high side پر ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ low side پر آجائے۔

جناب احسان الحق پراچہ۔جناب! میرا سوال رہ گیا ہے کہ کتنے پیریڈ کے لئے agreement کیا ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔اس میں ہو گا لیکن یہ سارا مجھے پڑھنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین۔ شروع میں ہو گا۔ اچھا جی اگلا سوال' سوال نمبر ۲۶۔

26 * **Mr. Muhammad Ismail Buledi:** Will the Minister for Education be pleased to state whether it is a fact that the construction of two school building has been completed two years back in Sector G-11, Islamabad but the classes have not been started therein, so far, if so, its reasons and the time by which the classes will be started?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: No. It is not a fact. The construction of two Primary School buildings in G-11 is still in progress. One school in G-11/2 was partly completed/commissioned last year and is functioning.

جناب چیئرمین۔ سپلیمنٹری سوال؟

میاں محمد یسٰین خان وٹو۔جناب والا ! اگر آپ کی اجازت ہو تو عرض کروں، یہ تین سال ہے اور یہ معاہدہ ۱۹ اگست ۱۹۹۷ء کو ہوا تھا۔

جناب چیئرمین۔ اگلے سال ختم ہونے والا ہے۔ انور کمال صاحب۔

جناب انور کمال خان مروت ۔ ضمنی سوال ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا جی الیون کے سکولوں کے بارے میں کہ کیا یہ مکمل ہو چکے ہیں اور یہ کب سے فنکشن شروع کریں گے۔ان کا جواب ہے کہ دو سکول ابھی مکمل نہیں ہوئے ہیں اور ان پر کام جاری ہے ۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ یہ کام کب شروع ہوا تھا اور ٹارگٹ کی completion date کب کی تھی؟

جناب گوہر ایوب خان۔ On his behalf sir. جناب چیئرمین صاحب ! ایک سکول جی الیون ٹو میں مکمل ہو چکا ہے اور اس میں 187 students پڑھ رہے ہیں ۔ دوسرا summer vacation کے بعد تیار ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ any other question, no other question. سوال نمبر ۲۸ اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

28. * Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the number of Universities in the country with province-wise break-up;

(b) the number of students and lecturers in each universit y;

(c) the names of the deparmtents in each univeristy; and

(d) the expenditure of each university and grants provided to them

during the last three years with year-wise break-up?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: (a) There are 47 universities/degree awarding institutions in Public and Private sectors, out of which 26 universities and four degree awarding institutions are in public sector, while 11 universities and six degree awarding institutions are in private sector. List of said universities and degree awarding institutions with province-wise break-up is at Annex-I.

(b) The number of students and lecturers in each public sector university may be seen at Annex-II.

(c) The names of the departments in each of the public sector university is at Annex-III

(d) Details of expenditures and grants provided to each public sector university during the last three years with year-wise break-up may be seen at Annex-IV. No grant has been provided to private Universities. (Annexures have been placed on the Table of the House and copies have also been provided to the Member).

جناب چیئرمین۔ سپلیمنٹری سوال؛

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب! یہاں جو تفصیل بتائی ہے اس کے مطابق میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان ہر معاملے میں اور خاص طور پر تعلیم کے معاملے میں بہت پیچھے ہے۔ اس وقت بلوچستان میں دو ہی یونیورسٹیاں ہیں۔ ایک خضدار میں ہے اور ایک کوئٹہ میں ہے لیکن دوسرے صوبوں میں یونیورسٹیوں کے جو شعبے ہیں، ان کی جو گرانٹس اور دوسری سہولتیں ہیں، اگر بلوچستان یونیورسٹی کو اس حوالے سے دیکھا جائے تو وہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کی کسی یونیورسٹی میں جا کر اس کے ہوسٹل کو دیکھیں تو آپ سمجھیں گے کہ یہ کوئی یونیورسٹی نہیں ہے۔ وہاں عربی اور بلوچی کا شعبہ ابھی تک نہیں ہے۔ ہمارے جو لیکچرار ہیں ان کو بھی کوئی سہولت نہیں ہے۔ اس کی بلڈنگ آپ

جا کر دیکھیں، کئی سالوں سے اس کی مرمت نہیں ہوئی ہے۔ لاہور، کراچی یا پشاور کی یونیورسٹیوں کے معیار پر کب تک ہمارے وزیر موصوف اس کو لائیں گے کیونکہ یہ ہمارا حق ہے۔ جس طرح آپ کراچی یونیورسٹی میں جا کر visit کریں تو آپ یہ دیکھیں گے کہ واقعی یہ صوبے کی ایک یونیورسٹی ہے۔ میں سٹینڈنگ کمیٹی کو invite کرتا ہوں۔ اس وقت جمیل الدین عالی صاحب نہیں ہیں، میں نے ان سے کہا تھا کہ آپ education کی سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ بلوچستان میں رکھیں تو منسٹری کے ڈپٹی سیکرٹری نے بغیر منسٹر سے پوچھے لکھا ہے کہ financially ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ لاہور یا دوسری جگہ اجازت ہے۔ جب بلوچستان کا نام آیا تو انہوں نے لکھا کہ financially ہم اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ لہذا اس پر بھی مجھے اعتراض ہے اور یہ بتائیں کہ ہماری یونیورسٹی کو کب تک اس معیار پر لائیں گے؟

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! جو کچھ بلیدی صاحب نے فرمایا ہے وہ میں ایجوکیشن منسٹر کو convey کر دوں گا۔ بلوچستان میں ایک ہی یونیورسٹی ہے اور پرائیویٹ یونیورسٹی کی وہاں کوئی proposal بھی نہیں ہے۔ اس سے قدرتی طور پر وہ تھوڑی سی محرومی محسوس کرتے ہیں۔ اس کو کراچی یا پنجاب کے لیول پر لانے کے لئے میں Minister for Education کو ضرور درخواست کروں گا۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب رجوانہ صاحب۔

Mr. Muhammad Rafiq Rajwana: Thank you sir.

Sir, in the answer to question No. 28, there are three annexures mentioned as 1,2,3 but according to my humble view, all these three annexures are missing and are not appended with this. The other question sir, that apart from the universities which are being run by the government in the country, there are some private universities such as Al-khair University, Preston University and according to the University Grants Commission Act, 1974, as well as the different acts of respective universities, no private university in the territorial limits of a university can be established, except by the permission of the government and permission of that respective university. But at the same

moment, there are so many private universities working in the provinces and that there is litigation going in between the government universities and the private universities. So, the question would be like this that whether the government has any policy, lenient policy so that the private universities can be established because the government universities can not take care of the requirements of the students who want to get education. So, whether the Government has any proposal to relax those rules or those provisions in the University Grants Commission Act as well as the Acts of respective universities in order to give more boost and more expansion to the education so that more students can get education.

جناب چیئرمین۔جناب گوہر ایوب خان صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین ! possibly the annexures are lying in the library. اگر لائبریری میں نہیں ہیں تو میں کل بھجوا دوں گا اور معزز سینیٹر صاحب کو بھی دے دوں گا ۔ جو کہا گیا ہے کہ within the limits of various universities private universities بھی کام کر رہی ہیں اور litigation ہو رہی ہے اور اس کو discourage کرتے ہیں ۔ درحقیقت ہونا تو یہ چاہیئے maximum number of universities اگر found ہوتی ہیں یا create کی جاتی ہیں تو بہتر ہوگا ۔ اگر ہم اپنی آبادی کو دیکھیں جو 134-135 million ہے تو اس ratio سے number of universities باقی ملکوں سے کم ہیں and this can be passed on to the honourable Minister for Education for his consideration to give policy decision on this.

Thank you, sir.

جناب چیئرمین۔ اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ جناب میں نے کہا تھا ، ڈپٹی سیکریٹری نے کہا ہے کہ financially بلوچستان میں اجازت نہیں دیں گے ۔ اس کا جواب مجھے دیں ۔ دوسرا یہ ہے کہ مکران کوئٹہ سے ۱۲ سو کلومیٹر ہے اور مکران سے لے کر گوادر ، پنجگور ، تربت تک بہت وسیع علاقہ ہے ۔ کیا کوئی

ایسا پروگرام ہے کہ وہاں ایک یونیورسٹی اگلے پچاس سال میں قائم کریں گے؟

جناب چیئرمین۔ گوہر ایوب خان صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین! بیدی صاحب کا ضمنی سوال بجا ہے کیونکہ مکران کوسٹل ایریا اور کوئٹہ یا پختون بیلٹ اور بلوچ بیلٹ میں۔ زبان اور دوسری چیزوں کا کافی فرق ہے۔

I think, they have a cause and I can pass this on to the Education Minister.

جناب چیئرمین۔ قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ ۔ جناب چیئرمین! کراچی یونیورسٹی میں آٹھ ہزار نو سو، سندھ یونیورسٹی میں پندرہ ہزار طالبعلم ہیں، جبکہ کراچی یونیورسٹی میں سٹاف ۷۸۴ اور سندھ یونیورسٹی میں ۵۷۳ ہے۔ کیا یہ سٹاف پندرہ ہزار طالبعلموں کے لئے کافی ہوگا؟ یہ سٹاف تو کراچی یونیورسٹی سے بھی کم ہے جہاں کم طالبعلم ہیں۔ کیا سندھ یونیورسٹی میں پڑھانے کے لئے کافی سٹاف ہے؟

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین! معزز سینیٹر نے بجا اور very valid ضمنی سوال کیا ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ یہ سوال ڈیفر کریں because this is about the universities and the Minister concerned can elaborate in depth on this particular issue, sir.

Syed Qaim Ali Shah: I would say that all questions may be deferred because there are so many supplementary questions involved.

جناب چیئرمین۔ چلیں، جس کے بارے میں سمجھتے ہیں کہ منسٹر کے آنے پر ہو اس کو ڈیفر کردیتے ہیں لیکن جس پر جواب آسکتا ہے وہ لیتے ہیں۔ جناب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ ۔ جناب چیئرمین! جواب میں کہا گیا ہے کہ 47 universities and degree awarding institutions ہیں ۔ اس میں ۲۶ یونیورسٹیوں اور پرائیویٹ سیکٹر میں 11 universities and 6 degree awarding institutions کا ذکر کیا گیا ہے ۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جتنی یونیورسٹیوں کو آپ نے پرائیویٹ سیکٹر میں اجازت دی ہے تو یونیورسٹی قائم کرنے کا basic criteria کیا ہے؟ پہلے بھی یہ standing committee میں زیر بحث آیا تھا، یہ

ایسی یونیورسٹیوں کے قیام کی اجازت دیتی ہیں جو محض ڈگریاں دیتے ہیں اور ڈگریاں بیچتے بھی ہیں۔ میں آپ کو یہ بتاؤں کہ جب تک ایک full fledge faculty کم از کم بیس سالہ تجربہ کے ساتھ قائم نہ ہو، تو پھر ساری faculties پر مشتمل ایک یونیورسٹی کہلائی جا سکتی ہے اور یونیورسٹی qualify اس وقت کرتی ہے جب اس کی اپنی full fledged faculties ہوں۔ یہ یونیورسٹی دو کمروں پر مشتمل ہے۔ انہوں نے Juniper University کوئٹہ میں قائم کرنے کا اعلان کر دیا۔ جناب چیئرمین! اس کے تین کمرے ہیں۔ یونیورسٹی کے نام پر مذاق ہے، اس کو تو میں پرائمری سکول بھی نہیں کہہ سکتا، آپ نے اس کے قیام کی اجازت کیسے دی ہے۔

اسی طرح پاکستان میں بہت سی ایسی universities کو انہوں نے اجازت دی ہے جو محض ڈگریاں چھاپتے ہیں، بیچتے ہیں اور لوگ اپنے آپ کو educated ظاہر کرتے ہیں اور یہاں merit مارا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں merit یہ ہے کہ اتنے marks آپ نے لئے ہیں۔ یہاں آپ بالکل merit پر نہیں ہیں اور آپ کے marks انتہائی merit پر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ بلوچستان میں واحد یونیورسٹی ہے۔ ان کو خود کبھی خیال نہیں آیا۔ ابھی جواب دیتے وقت یہ pass on کرنے کی بات کرتے ہیں، جب آپ منسٹر کے توسط سے بات کر رہے ہیں تو آپ اس ایوان کو assurance دیں کہ آپ بلوچستان میں، مکران ڈویژن میں یا کہیں اور ایک اور یونیورسٹی دیں گے۔ لیکن میں آپ کو بتاؤں کہ یہ جدید scientific technological دور ہے، ہم اکیسویں صدی میں داخل ہونے جا رہے ہیں۔ بلوچستان میں Computer Sciences کی کوئی faculty موجود نہیں ہے۔ اسی طرح بلوچستان کا ساحل 740 کلومیٹر لمبا ہے۔ کم از کم وہاں marine faculty ہونی چاہیے تھی۔ وہاں marine faculty نہیں، کمپیوٹر نہیں ہے اور اس کے علاوہ بہت سے departments ہیں۔ خدارا! بلوچستان یونیورسٹی میں faculty کھولنے کی اجازت دیں اور اس کے funds میں اضافہ کر دیں۔ Professors, Lecturers, Asstt. Proferssors کی ضرورت ہے جو ہمیں انہوں نے بتائی ہیں اس کو تو پورا کریں۔ آپ اس ہاؤس میں assurance دیں کہ ایک تو آپ جعلی یونیورسٹیوں کی اجازت نہیں دیں گے اور دوسرے بلوچستان کو اس کا جائز مقام میزائل کے ساتھ ساتھ تعلیم کے شعبے میں بھی دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جناب گوہر ایوب خان صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ experienced ہیں، کافی عرصہ

حکومت میں رہ چکے ہیں ' یہ جانتے ہیں کہ on behalf of another Ministry میں chip in کر رہا ہوں۔ How can I give an assurance? میری منسٹری سے متعلق ہو تو yes I can give him that assurance. Because the policy منسٹر state کرتے ہیں اور اسی لئے میں نے آپ کو request کی کہ اس کو defer کریں ' اس میں important questions ہیں اور policy matters ہیں جو منسٹر خود next rota day پر اس کو deal کر سکیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ حئی صاحب! آپ کو بھی سن لیتے ہیں اور پھر آگے چلتے ہیں۔ آپ بھی بات کرلیں تو پھر اس کو defer کرتے ہیں تاکہ آپ کو گلہ نہ رہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب! کم از کم ان کے علم میں تو لاؤں۔

جناب چیئرمین۔ علم میں لائیں لیکن لمبی بات نہ کریں' یہ defer ہو رہا ہے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب چیئرمین صاحب! میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ یہ یونیورسٹیز بہت اعلیٰ تعلیمی ادارے ہیں اور آج دنیا میں computer science, science and technology اور information technology کا دور دورہ ہے۔ میں پورے ملک کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا کہ پنجاب' سندھ اور پختون خواہ میں یونیورسٹیوں کی کیا صورتحال ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ بلوچستان میں یہ یونیورسٹی کہلانے کی حق دار نہیں ہیں' یہ کالج کہلانے کے بھی حق دار نہیں ہیں۔ جناب والا! بلوچستان میں یونیورسٹی Mining College کی بلڈنگ میں ہے جس کو خضدار یونیورسٹی کہتے ہیں۔ اس میں تین subjects پڑھاتے ہیں۔ میں پہلے بھی اس معزز ایوان کو بتا چکا ہوں کہ Bachelor of Engineering fellow کا نام میں نے دنیا میں سنا ہے جس میں graduate, graduate کو پڑھاتا ہے ' اب آپ اندازہ لگائیں کہ ایک ہماری یونیورسٹی ہے اور اس میں بھی تین technologies ہیں' Civil, Mechanical اور Electrical. اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

چیئرمین صاحب! یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ دوسرے صوبے ہمیں داخلہ نہیں دیتے ' وہ دھکے دے کر ہمیں نکالتے ہیں کہ ہمارے پاس سیٹیں نہیں ہیں اور ان یونیورسٹیوں کی یہ حالت ہے کہ نہ ان کو grant صحیح ملتی ہے ' نہ ان کے پاس ادارے ہیں۔ یہ نامکمل تعلیمی ادارے ہیں ' ان کو یونیورسٹی کہنا تعلیم کے ساتھ جرم ہے' علم کے ساتھ زیادتی ہے۔ آج جدید دور ہے' ہم اکیسویں صدی میں جا رہے ہیں ' computer technology کا دور ہے ' information technology کا دور ہے۔ میری ان سے

گزارش یہ ہے کہ کیا یہ بلوچستان کی ان خستہ حال یونیورسٹیوں کو بہتر کریں گے، ان کو مکمل سٹاف اور grant دیں گے۔ اس کے علاوہ لورا لائی میں، مکران ڈویژن میں اور قلات ڈویژن میں کب تک آپ ہمیں public sector میں نہیں بلکہ private sector میں جدید دور کی computerized بنیاد پر یونیورسٹیاں دیں گے۔ اس کی ہمیں assurance ملے گی یا نہیں ملے گی۔

جناب چیئرمین۔ میرا خیال ہے وہ صحیح فرما رہے ہیں کہ یہ assurance تو منسٹر ہی دے سکتے ہیں، تو اس کو defer کر دیتے ہیں اور منسٹر صاحب کو بتا دیں کہ یہ سوالات ہیں So that he does question No. 30, Haji Javed Iqbal Abbasi

30. * Haji Javed Iqbal Abbasi: Will the Minister for Labour and Overseas Pakistanis be pleased to state:

(a) whether it is fact that 60% posts of Community Welfare Attaches were allocated to the officers of Lau, Manpower and Overseas Pakistanis Division and its attached Departments by the Prime Minister in August 1993; and

(b) whether it is also fact that most of posts of Community Welfare Attahes are occupied by the Officers outside the Ministry and its attached departments, if so, its reasons?

Sheikh Rashid Ahmad: (a) Yes.

(b) Yes, in August, 1993, a criteria for the selection of CWAs was approved by the then caretaker Prime Minister with the provision for filling-up 60% posts of CWAs from amongst the officers working in this Ministry. This was later changed by the then Government in April, 1994.

Presently this Ministry is following the guidelines for selection of the officers for posting abroad, contained in the Establishemt Division (Training Wing) O.M. No. 4/7/81-T.IV, dated 28-12-1981 (Annexure-I), wherein no

regional/departmental quota for posting of CWAs has been prescribed. In order to make the above procedure more transparent the present selection was made through all Pakistan-based entry test conducted by the Institute of Business Administration (IBA), Karachi, in pursuance of Establishment Division instructions. Subsequently the competent authority approved candidates recommended from amongst those clearing the test by the Special Selection Board of the Establishment Division.

Annexure I

GOVERNMENT OF PAKISTAN

CABINET SECRETARIAT

ESTABLISHMENT DIVISION

No. F.4/7/81-T.IV. Islamabad, the 28th December, 1981

OFFICE MEMORANDUM

SUBJECT:- Guidlines for Selection of Officers for Posting Abroad in Pakistan Missions

The undersigned is directed to say that the President has been pleased to approve the following guidelines for selection officers for posting abroad in Pakistan Missions:-

1. Posts will be filled on the basis of detailed job descriptions to be prepared by the controlling Ministry.

2. The controlling Ministry will:

(a) prepare a panel of suitable officers for the post on the basis of job description from amongst the officers working in or controlled by the Ministry.

(b) ask the Establishment Division for a panel of suitable

names of officers working in other Ministries/Divisions and Provincial Governments.

3. This panel will be considered by a Committee in the Ministry/Division which exercises administrative control of the posts to be filled. The Committee shall include a representative of the Establishment Division.

4. The Committee will select after due scrutiny, a panel of three officers against each post, taking into consideration the following factors:-

(a) The selectee fulfill the requirements of the post as detailed in the job description.

(b) The selectee is in the same grade as the post to be filled. Officers from higher or lower grades will not be considered.

(c) The selectee has an overall good record of service particularly during the last five years of service.

(d) The selectee is at least at Graduate or possesses the technical qualifications required for the job.

(e) Persons within promotion zone within the next two years should not be considered.

(f) Those likely to retire during the next 4 years should not be considered.

(g) An officer should not be posted abroad more than once.

5. The panel of three officers selected by the Committee on the above criteria will be submitted to the Special Selection Board for final selection including interview.

6. The recommendations of Special Selection Board shall be submitted to the President for approval.

2. The Ministries/Divisions are requested to strictly follow this procedure in future, while recommending officers for posting abroad in Pakistan Missions.

Sd/-

(FAZAL-UR-REHMAN)

Joint Secretary to the

Government of Pakistan

All the Secretaries in the Federal Government.

All Provincial Chief Secretaries.

Mr. Chairman: Any supplementary question. Malik Rauf sahib.

ملک عبدالرؤف۔ اس کا جواب یہاں تفصیل کے ساتھ دیا گیا ہے لیکن میں وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کے علاوہ پاکستان سے جو لوگ دوسرے ملکوں میں بھیجے گئے ہیں ان کی تعداد کیا ہے اور ان کو باہر بھیجنے کا کیا طریقہ کار ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد۔ آپ خود فیصلہ کریں کہ اس سوال کا اس سوال سے کوئی تعلق ہے۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ اس Selection کا criterion کیا ہے۔ یہی پوچھا ہے ملک صاحب نے۔

شیخ رشید احمد۔ جناب! یہ تعداد پوچھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ تعداد پوچھ رہے ہیں یا criterion پوچھ رہے ہیں۔

ملک عبدالرؤف۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ ان کے علاوہ پاکستان سے جو لوگ بھیجے جاتے ہیں ان کی تعداد کیا ہے اور کس طریقے سے بھیجے جاتے ہیں۔

شیخ رشید احمد۔ لاکھوں کی تعداد ہے۔ میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔

جناب چیئرمین۔ کوئی اور سوال۔ جی جناب صفدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی- میں شیخ صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انہوں نے جو طریقہ کار بتایا ہے Community Welfare Attaches کی attachment کا، تو اس حکومت نے کتنے لوگوں کو appoint کیا ہے- Community Welfare Attaches فروری 1997 کے بعد کتنے appoint ہوئے ہیں-

شیخ رشید احمد- میرا خیال ہے دس سے بارہ ہیں سوال یہ پوچھا گیا ہے کہ منسٹری سے کتنے ہیں لیکن ضمنی سوال ٹھیک ہے، دس سے بارہ حضرات ہیں جو appoint کئے گئے ہیں-

جناب چیئرمین- فرمائیے جناب ڈاکٹر حئی صاحب-

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ- جناب! پریس اتاشی، کمرشل اتاشی، ڈیفنس اتاشی اکثر ان ہی محکموں سے لئے جاتے ہیں کیونکہ یہ تجربہ کار لوگ ہوتے ہیں- یہ تجربے کی بنیاد پر لئے جاتے ہیں- صرف Community Welfare Attaches ہیں جو ادھر ادھر سے لئے جاتے ہیں- جہاں بھی کوئی CSP Officer ان کا منظور نظر ہو اسے اس میں ڈال دیتے ہیں اور جو اصل لوگ ہیں وہ رہ جاتے ہیں اور اس میں بھی جو ابھی انہوں نے بھیجے ہیں زیادہ تر دوسرے لوگ لئے گئے ہیں، جو اصل محکمہ ہے، جہاں لوگ چودہ سال، پندرہ سال، بیس سال سے کام کر رہے ہیں وہاں سے نہیں لئے گئے- تو میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے پریس اتاشی، کمرشل اتاشی، ڈیفنس اتاشی متعلقہ محکموں سے لئے جاتے ہیں تو Community Welfare Attaches کیوں نہیں متعلقہ محکمے سے لئے جاتے تاکہ وہ بہتر سے بہتر طور پر وہاں اپنے بھائیوں کی خدمت کرسکیں-

جناب چیئرمین- ان کا کون سا محکمہ ہوتا ہے-

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ- لیبر اور مین پاور-

جناب چیئرمین- اچھا- .Minister for Labour

شیخ رشید احمد- جناب پہلے 1993 تک تو یہ تھا کہ Labour Ministry سے 60% لوگ لئے جاتے تھے، معین قریشی صاحب نے یہ کیا تھا- اس کے بعد سابقہ حکومت نے اس کو ختم کردیا اور پھر ہمنے تمام سرکاری محکموں میں سے میرٹ پر open competition کرایا، اس سے جو elite select ہوئی اس میں اگر ہماری منسٹری نہ آسکے تو میں اس میں کیا کرسکتا ہوں-

جناب چیئرمین۔ یعنی میرٹ کی بات ہے۔ جناب رجوانہ صاحب۔

Malik Muhammad Rafiq Rajwana: I want to know the criterion of appointment of these attaches and checking of their performance abroad because most of the honourable Senators have been visiting the other countries where our officials are working I want to know and they have seen their working but what is the criteria of checking their performance and what steps are being taken and have been taken to check their performance there?

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد۔ جناب mostly کام تو embassy کا ہی ہوتا ہے لیکن ان کی زیادہ ذمہ داری وہاں ہے جہاں کہ labour sections کے زیادہ لوگ ہیں، جہاں overseas labour لوگ ہیں۔ Gulf کے area میں ان مزدوروں کے cases ہوتے ہیں، ان کی خدانخواستہ فوتگی کے سلسلے میں ان کی dead body کے معاملات ہوتے ہیں۔ ان کے پاسپورٹ یا visa section کی حد تک less ہوتے ہیں یا وہ cases ہوتے جن میں لوگوں کو کسی اور salary پر لے جاتے ہیں اور وہاں جاکر ان کو کچھ اور salary لینے پر مجبور کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جن علاقوں میں بہت سارے مسائل ہیں جہاں بہت بڑی تعداد ہے وہاں ایک Labour Attache پر کئی لوگوں کو اعتراضات ہوتے ہیں۔ لیکن ہم کوشش کرتے ہیں کہ ان پر check رکھیں اور جہاں سے کوئی شکایت موصول ہو ہم اس کا نوٹس لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ بلیدی صاحب

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ کیا وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ جو بارہ آدمی انہوں نے بھیجے ہیں ان میں بلوچستان کا کوئی بندہ ہے۔ اور وہ مجھے بتائیں کہ Special Selection Board برائے عہدہ ڈویژن کا test بھی پاس کرنا ہوتا ہے، Special Selection Board کیا ہے؟ اس کے ممبر کونکون ہوتے ہیں؟ اور پاس کرنے کا طریقہ کار کیا ہے۔

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد۔ جناب! پہلی دفعہ IBA کا test رکھا ہے تاکہ کسی کو اعتراض نہ ہو۔ اور

اس test میں جو لوگ پاس ہوتے ہیں، اس کے بعد بورڈ کے پورے سیکشن اس کی اپنی C.R کے بعد منسٹر، سیکریٹری اور دوسرے محکموں سے Establishment Division جو عملہ بھیجتا ہے وہ ان کو select کرتا ہے۔ اس کے بعد final ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ بشیر منہ صاحب۔

جناب بشیر احمد مٹہ۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ کوٹہ رکھیں تو اس میں ان کو کیا قباحت نظر آتی ہے۔ یہ تو ایک ordinary mundane job ہے۔ اس میں ذہین شخص کام کر سکتا ہے۔ آپ چھوٹے صوبوں کو اس کا کوٹہ دے دیں۔ آپ نے تو IBA کو ایسے بنا دیا ہے کہ جیسے یہ کوئی زبردست قسم کا امتحان ہے اور کوئی genius انسان ہی اس کو پاس کرے گا۔

This is just an ordinary job and it depends on the attitude of the government whom to send there. So, I would request the honourable Minister that they should fix a quota in accordance with the quota system invoked in the country. The constitutional amendment, which they are going to bring in accordance with that formula, they should have quota system in these jobs as well.

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد۔ میں اس بات سے تو اتفاق کرتا ہوں کہ ہر صوبے کے لوگ جانے چاہئیں کیونکہ یہ کوئی initial appointment نہیں ہے، یا تو ایسا ہو کہ یہ کوئی appointment ہے یا کچھ لوگ temporary post کے لئے جاتے ہیں۔ میں اس حد تک اتفاق کرتا ہوں اور میں نے کل قومی اسمبلی کے فلور پر یہ بیان دیا ہے کہ کوئی بھی شخص جو چھوٹے صوبوں سے ہو گا، وہی جائے گا۔ اب تین چار vacancies ہیں اور ان کے لئے interview ہونے والے ہیں۔ میں آپ کو assurance دیتا ہوں کہ یہ جو vacancies ہیں ان کے لئے چھوٹے صوبوں سے لوگ جائیں گے۔ کچھ لوگوں کی اپنی desire بھی کسی خاص علاقے میں جانے کے لئے ہوتی ہے۔ کچھ officials خود drop بھی کروا لیتے ہیں۔ کئی لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اپنا نام drop کروایا ہے، انہوں نے کہا کہ نہیں! ہم اس علاقے میں نہیں جانا چاہتے۔ میں آپ کو منسٹری کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ چاہے اس کے لئے ہمیں دو یا تین tests سے گزرنا پڑے، چھوٹے صوبوں سے ہی لوگ جائیں گے۔

جناب چیئرمین۔ میرے خیال میں اس میں انہیں صرف اس وقت مدد ملے گی جب ہمارا کوٹہ بل پاس ہو جائے گا۔ اس سے اس کو تقویت ملے گی۔ جی حاجی عبدالرحمن صاحب۔

حاجی عبدالرحمن۔ میں وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہمارے قبائل اکثر labour میں جاتے ہیں ۔ ان کو اردو بھی نہیں آتی اور کئی چیزوں سے واقف بھی نہیں ہوتے ۔ ان کو سب سے بڑی مشکل اس ملک میں زبان وغیرہ کی ہوتی ہے ۔ ہماری embassies میں بھی ان کو سمجھنے والے کم لوگ ہوتے ہیں۔ کیا وزیر صاحب کے پاس کوئی تجویز ہے جس سے قبائل کے لوگوں کے مسئلے حل ہوسکیں؟

شیخ رشید احمد۔ جناب چیئرمین! جہاں تک قبائل کے لوگوں کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ Gulf میں وہ سب سے زیادہ organized ' سب سے زیادہ محنت کش ہیں اور ان کو سب سے زیادہ respect حاصل ہے' ان کی salaries بہتر ہیں ۔ وہ خود اتنے منظم اور متحد ہیں کہ وہ اپنے مسائل کے لئے اتنی آسانی سے surrender کرنے والے نہیں ہیں لیکن اگر آپ کوٹہ بل لے آئیں یا کوئی ایسی صورتحال لے آئیں تو بات بنتی ہے کیونکہ وزیر تو اسے ہی کرے گا جو آدمی appear ہو گا۔ اگر قبائل appear نہیں ہونگے تو میں پھر اس میں کیا کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جی۔ مسعود کوثر صاحب نے سوال نہیں پوچھا۔

سید مسعود کوثر۔ جناب! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ صرف قبائلی ہی نہیں بلکہ صوبہ سرحد سے بہت سے لوگ Middle East میں کام کرنے کے لئے گئے ہوئے ہیں ۔ ایک ایسے دور میں جب کہ پاکستان کی export کا حال بھی آپ کے سامنے ہے' یہ زرمبادلہ کمانے کا ایک ذریعہ ہے ۔ بہت سے ہمارے لوگ مزدوری کرنے کے لئے وہاں جاتے ہیں' وہ زر مبادلہ دیتے ہیں لیکن موجودہ حکومت نے کوئی ایسی پالیسی وضع نہیں کی جس سے ان لوگوں کے لیے سہولتیں اور آسانیاں پیدا کی جائیں تاکہ وہ طبقہ جو اس ملک کی اتنی خدمت کرتا ہے وہ خوش ہو۔ صوبہ سرحد سے majority لوگوں کی وہاں ہے ۔ وزیر صاحب نے ایک typical جواب دے دیا ہے کہ وہ بڑے منظم ہیں اور ان کو کوئی ضرورت ہی نہیں ہے ۔ آپ نے اس بڑے صوبے کے لوگوں کو ادھر بھی ٹھونس دیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ کیا موجودہ حکومت نے ان لوگوں کی بہتری کے لئے کوئی پالیسی وضع کی ہے؟ اور اگر کی ہے تو وہ کیا پالیسی ہے؟

جناب چیئرمین۔ وزیر برائے لیبر۔

شیخ رشید احمد۔ سمندر پار پاکستانیوں کے لئے جو معزز ممبر کے سوالات ہیں اس میں ایک تو میں نے ان کو assurance دی ہے ' گو کہ ایک صوبے کے لوگوں کو روکنے کے لئے اور دوسرے صوبے کے لوگوں کو بھیجنے کے لئے میرے پاس اختیار نہیں لیکن ایک بات کا میں آپ سے ضرور وعدہ کرتا ہوں کہ اب جو بھی لوگ جائیں گے وہ چھوٹے صوبوں سے جائیں گے۔ جہاں تک آپ نے کہا کہ پالیسی نہیں ہے، ہم ان کو look after نہیں کرتے ہو میرے خیال میں جتنا موجودہ حکومت کے دور میں ---' اگر وہ بتائیں کہ کس جگہ ہماری کوتاہی ہے تو ہم وہ کوتاہی دور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

Mr. Chairman: Any other question? Yes, Masood Kauser sahib.

سید مسعود کوثر: جناب وزیر صاحب نے پالیسی نہیں بتائی حکومت کی۔ I would like you to kindly tell him that he should tell us that what is the policy of the Government?

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد: میں آپ کو کاپی دے دیتا ہوں تاکہ شاہ صاحب پڑھ لیں اسے اور مجھے بتائیں کہ کون سی پالیسی ہے جس میں ہماری کوتاہی ہے overseas Pakistanis کے لئے۔ ہماری یہ کوتاہی ہے کہ first time پاکستان کی تاریخ میں ایک ٹیڈی پیسے کی ان کے ساتھ cheating نہیں ہوئی ہے ان کے پلاٹوں میں یا کسی ایسے مسئلے میں' Airports پر میں خود چیک کرتا ہوں کہ flights ہوں تو ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔ ان کے جو بنیادی چھوٹے چھوٹے مسئلے ہیں ان کو ہم look after کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسی کوئی بات سمجھتے ہیں جو موجودہ حکومت ان کے لئے نہیں کر رہی تو ہمیں بتائیں۔

Mr. Chairman: Thank you. Any other question?

آپ نے پوچھ لیا پہلے ایک سوال۔ نہیں پوچھا آپ نے۔ جناب قائم علی شاہ صاحب۔

سید قائم علی شاہ: جناب میرا ایک سوال تو یہ ہے کہ there is a lot of contradiction in the answer given by the Minister for the purpose of mode of selection of the candidates. ایک تو انہوں نے کہا ہے کہ "presently this Ministry is following the

guidelines for selection of the officers for posting abroad, contained in the Establishment Division (Training Wing) O.M. No.4/7/81-T.IV, dated 28-12-1981, wherein no regional/departmental quota for posting of CWAs has been prescribed."

اب یہاں تو یہ لکھا ہوا ہے۔ لیکن ابھی وزیر صاحب نے کہا ہے کہ صرف چھوٹے صوبوں سے جائیں گے۔ یہاں کوئی regional quota نہیں ہے جو Establishment Division کا ہے۔ پھر یہ کیا گیا کہ inspite of this notification اور جو instructions ہیں selection کی guidelines کے بعد بھی یہ کیا گیا ہے کہ "In order to make the above procedure more transparent the presentselection was made through all Pakistan-based entry test conducted by the Institute of Business Administration (IBA), Karachi." ٹیسٹ انہوں نے conduct کیا لیکن پھر selection کیسے ہوئی کہا جاتا ہے کہ in pursuance of Establishment Division"instructions. Subsequently, the competent authority approved candidates recommended amongst those clearing the test by the Special Selection Board of the Establishment Division." پھر again another selection board was constituted by Establishment Division اور پھر جو Establishment Division کی instructions ہیں وہ تو اتنی ہیں کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ 21 گریڈ کے افسر کے لیے بھی تقریباً اتنی instructions یا guidelines نہیں ہوں گی selection کے لیے جو کہ اس 17 گریڈ یا پتہ نہیں کس گریڈ کے یہ افسر ہیں سوشل ویلفیئر کے ان کے لیے ہیں۔ تو یہ تین criteria ہیں different. پتہ نہیں انہوں نے اب کیا adopt کیا ہے۔ ویسے سلیکشن کے لیے ٹیسٹ لیا کراچی کے IBA نے لیکن سلیکشن انہوں نے اپنے Establishment Division کے Board کے through کی ہے اور guidelines جو ہیں وہ quite different ہیں جو دی گئی ہیں Government of Pakistan, Cabinet Secretariat کے Establishment Division through, وہ بہت ہیں۔ میں آپ کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہوں گا لیکن تقریباً 15 or 16 guidelines دی گئی ہیں for selection. تو اس لئے وزیر صاحب ذرا وضاحت کریں کہ یہ selection کن guidelines کے تحت اور کس بورڈ نے کی ہیں اور آئندہ کس طرح سے کریں گے؟

Mr. Chairman: Yes, Minister for Labour.

شیخ رشید احمد: جناب چیئرمین! سوال تو یہ تھا کہ یہ محکمہ سے لئے جاتے ہیں یا باہر سے۔ اگر محکمے سے لئے جاتے ہیں تو کتنے فیصد اور اگر نہیں لئے جاتے تو کتنے۔ لیکن جواب اب یہ ہے کہ حکومتیں بدلتی رہتی ہیں لیکن procedures continue کرتے ہیں۔ معین قریشی صاحب نے ایک procedure lay out کیا تھا' اسے 30 اپریل 1994ء کو سابق حکومت نے ختم کردیا۔ ہم نے وہی procedure جس میں Finance کے لوگ ہیں' Establishment کے لوگ ہیں' لیا ہے لیکن یہ اضافہ کیا ہے کہ IBA کا ٹیسٹ رکھا ہے تاکہ لوگ کسی اچھے ادارے پر trust کر سکیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اس کو بھی ختم کرنا ہے تو حکومت کے جو rules ہیں انہیں follow کرنا پڑتا ہے اور اس rule کے مطابق ان لوگوں کو بھیجا گیا ہے۔ یہ میں نے ذاتی طور پر وزیر اعظم صاحب سے بھی گزارش کی ہے کہ ان امتحانات میں ایک صوبے کے لوگ زیادہ آتے ہیں۔ اس صورتحال میں اگر quota system کے بارے میں آپ قانون سازی فرمائیں گے تو ظاہر ہے ہم بھی اس میں آئیں گے ورنہ تو سارا ایک process ہے جس سے ہوکر ہی گزرنا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ حاجی گل آفریدی صاحب۔

حاجی گل آفریدی: وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ لیبر اتاشی جو گلف میں مقرر ہو گئے ہیں کیا ان سے وزیر صاحب خود مطمئن ہیں اور گلف میں جو لیبر اتاشی مقرر کئے گئے ہیں یہ کون سی کیٹیگری سے مقرر کئے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: یہ سوال ہے کمیونٹی ویلفیئر آفیسر کا۔ لیبر اتاشی کا نہیں ہے۔

حاجی گل آفریدی: یہ وہی ہے جناب۔

جناب چیئرمین: یہ وہی چیز ہے۔ اچھا جی۔

حاجی گل آفریدی: وزیر صاحب تو کیونکہ خود محکمہ افرادی قوت کے وزیر بھی ہیں اور ان کو سب علم ہے کہ ابھی حال ہی میں ایک مہینہ پہلے شارجہ کے لئے مالی بھرتی ہونے تھے۔ ان میں پنجاب سے کتنے ہوئے' سندھ سے کتنے ہوئے' پنجاب کے کتنے بھرتی ہوئے تھے اور سرحد سے کتنے بھرتی ہوئے تھے۔ یہ کس حساب سے بھرتی کئے گئے ہیں۔ کیا آبادی کے لحاظ سے بھرتی ہوئے کیونکہ پنجاب سے زیادہ

ہوگئے ہیں یا کسی اور سفارش کے ذریعے سے ہوئے۔

جناب چیئرمین: پتہ نہیں ان کے پاس اتنا لمبا چوڑا جواب ہو گا کہ نہیں۔

شیخ رشید احمد: نہیں، نہیں، جواب تو میں دوں گا۔ جناب چیئرمین! یہ سٹینڈنگ کمیٹی کے بڑے متحرک انچارج ہیں اور خود سارے معاملات کو سمجھتے ہیں۔ میری بدنصیبی یہ ہے کہ جو شارجہ سے انٹرویو لینے آئے تھے کیونکہ ہمارا اعتبار اتنا کھو چکا ہے، ہمارے recruiter کا اعتبار اتنا خراب ہو چکا ہے کہ وہ لوگ خود آتے ہیں۔ تین سو پوسٹوں کے لئے سات ہزار درخواستیں تھیں، انہوں نے دو دن میں کرنی تھیں تو انہوں نے کوئی کاغذ نہیں دیکھے، انہوں نے لوگوں کے ہاتھ دیکھے۔ وہ ہاتھوں کے expert تھے، وہ جانتے تھے کہ محنت کش کے ہاتھ کون سے ہیں اور دوسرے کون سے ہیں۔ سات ہزار کا انٹرویو انہوں نے اس طرح کیا کہ انہوں نے پانچ سو، سات سو یا ہزار select کر لئے۔ اگر ان کو تعداد چاہیئے کہ کون تھے، کس جگہ سے زیادہ تھے یا کس علاقے سے نہیں ہوئے تو وہ لسٹ میں پیش کر سکتا ہوں۔ لیکن اس میں بھی بدنصیبی ہوئی کیونکہ میں قومی نوعیت کی بات کہنا چاہتا ہوں کہ مزدوروں سے زیادہ تر لوگ جو اس مالی کی جاب کے لئے select ہوئے، جب وہ میڈیکل ٹیسٹ کے لئے گئے تو hepatitis B کے بہت سارے اثرات ان مزدوروں میں پائے گئے۔ ان کی تعداد پندرہ سے بیس فیصد تھی۔

جناب چیئرمین: شکریہ، Any other question, no question, question No.36 سید قاسم شاہ صاحب۔ بڑا اسی کا سوال ہے۔

سید قاسم شاہ: اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب چیئرمین: ایجوکیشن والے کہہ رہے ہیں کہ یہ ہم سے متعلقہ نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اگر یہ کیڈٹ کالج ہے تو ڈیفنس سے متعلق ہو گا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: یہ تو پاکستان سکاؤٹس کیڈٹ کالج ہے۔

جناب چیئرمین: پھر تو یہ غیر سرکاری معاملہ ہو گیا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ: اس وقت شاہ صاحب ہی اس کے چیف ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ ہیں لیکن وہ اپنی ذاتی حیثیت میں ہونگے۔ سرکاری محکمہ نہیں ہوگا۔ یہ تو این جی او ہے۔ یہ حکومتی محکمہ نہیں ہے سکاؤٹس کا لیکن شاہ صاحب آئیں گے تو پوچھ لیں گے۔ عاقل

شاہ صاحب! آپ کو پتہ ہو گا۔

سید عاقل شاہ : جناب چیئرمین ! میں یہ کہنا چاہ رہا تھا کہ آج بھی سات سوال ایجوکیشن سے متعلق ہیں ۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ صرف وٹو صاحب یہاں پر موجود ہوتے ہیں اور سارے محکموں کے جواب دیتے ہیں۔ وزیر صاحبان وقفہ سوالات کو serious نہیں لیتے ۔ پچھلی دفعہ آپ نے clearly کہا تھا اور انہوں نے آپ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور منسٹر صاحبان موجود ہوں گے۔ کئی سوال آپ پہلے defer کر چکے ہیں۔ بڑی مدت کے بعد سوال آتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وزیر صاحبان بتائیں کہ یہ کچھ کام بھی کرتے ہیں یا صرف ٹائم پاس کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : یہ سوال آپ وزیر صاحبان سے پوچھ رہے ہیں۔

سید عاقل شاہ : کوئی بھی جواب دے دے۔

جناب چیئرمین : نہیں ، گوہر ایوب صاحب تو بہت کام کرتے ہیں ، وٹو صاحب بہت کام کرتے ہیں ۔ ان کی جانب سے میں جواب دے دیتا ہوں کہ یہ بہت کام کرتے ہیں۔

سید عاقل شاہ : کل وزارت داخلہ کے سوال تھے ، چوہدری شجاعت صاحب موجود نہیں تھے ۔ آج ایجوکیشن کے سوال ہیں ، شاہ صاحب موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : This does not arise from this question. اس کے لئے آپ فریش نوٹس دیں۔

سید عاقل شاہ : نہیں سر ، یہ جواب دیں۔

Mr. Chairman: Next question No.38, Safdar Ali Abbasi.

38. * Dr. Safdar Ali Abbasi: Will the Minister for Law, Justice and HumanRights be pleased to state the names and date of appointment of additional/adhoc judges of the Lahore High Court?

Mr. Khalid Anwar: The names and date of appointment of additional judges of the Lahore High Court are given below:-

S. No.	Name of Judge	Addl. Judge	Expiry Date of the Tenure
1.	Justice Muhammad Zafar Yasin	21-05-98	20-05-2000
2.	Justice Mian Saqib Nisar	21-05-98	20-05-2000
3.	Justice Asif Saeed Khan Khosa	21-05-98	20-05-2000
4.	Justice M. Naeemullah Khan Sherwani	21-04-99	20-05-2000
5.	Justice Bashir A. Muhajid	21-04-99	20-04-2000
6.	Justice Muhammad Akhtar Shabbir	21-04-99	20-04-2000
7.	Justice Ali Nawaz Chouhan	21-04-99	20-04-2000
8.	Justice Nazir Ahmad Siddiqui	21-04-99	20-04-2000
9.	Justice Maulvi Anwar-ul-Haq	21-04-99	20-04-2000
10.	Justice Nasim Sikandar	21-04-99	20-04-2000
11.	Justice Jawwad S. Khawaja	21-04-99	20-04-2000

There is no ad hoc judge in the Lahore High Court.

Dr. Safdar Ali Abbasi: No.38.

Mr. Chairman: Answer is taken as read, supplementary question.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! میں خالد انور صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس لسٹ
میں تین ججوں کے نام ہیں۔ جسٹس محمد ظفر یسین، جسٹس میاں ثاقب نثار، جسٹس آصف سعید کھوسہ۔ ان
کی appointment 21.05.1998 کو ہوئی تھی اور غالباً 21-05-1999 تک ان کی confirmation نہیں
ہوئی۔ ان کے ساتھ اور جو appoint ہوئے تھے وہ سب confirm ہو گئے ہیں لیکن ان کی نہیں ہوئی اور
ان کو ایک سال اور additional judge کے طور پر رہنا ہے۔ اخباروں میں جو خبریں آئی ہیں اور جن کی
تردید نہیں ہو سکی کہ The President of Pakistan refused to confirm these judges, تو ایک

تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ Presidentصاحب نے باوجود recommendation کے ان کو confirm کرنے سے انکار کر دیا ہے اور ساتھ ہی میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اسی نوعیت کا ایک کیس تھا جسٹس نجم الحسن کاظمی صاحب کا وہ غالباً اپریل ۹۷ میں appointہوئے۔ ۹۸ میں ان کو confirm ہونا تھا۔ لیکن اس دوران ان کی appointment ہو گئی as a judge of the Ehtesab Bench جو کہ محترمہ بے نظیر بھٹو اور سینیٹر آصف علی زرداری کے کیس try کر رہا تھا۔ ان کو اس وقت confirm نہیں کیا گیا۔ لیکن جب انہوں نے فیصلہ دے دیا تو وہ confirm ہو گئے۔ میں پوچھنا ان سے یہ چاہوں گا کہ اس طرح کیوں ہو رہا ہے کہ بعض ججوں کو تو آپ confirm کر دیتے ہیں اور بعض سے پتہ نہیں کیا کام کروانے ہوتے ہیں جس کے بعد ان کو confirm کرتے ہیں۔

تو جناب! میرا ایک سوال تو یہ ہے کہ کیا President صاحب نے انکار کر دیا ہے ان کو confirm کرنے سے، دوسرا یہ کہ جسٹس نجم الحسن کاظمی ۹۹ میں کیوں confirmنہیں ہوئے مئی ۲۰۰۰ میں کیوں confirmہوئے ہیں؟

جناب چیئرمین: مئی ۲۰۰۰ء نہیں مئی ۹۹ میں confirm ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جی۔ ۲۰۰۰ ہے۔

جناب چیئرمین: سنہ ۲۰۰۰ تو ابھی آیا ہی نہیں۔ آپ بہت آگے چلے گئے ہیں۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جی، sorry واقعی ۹۸ میں confirm ہونا تھا لیکن ۹۹ میں کیوں ہوئے ہیں۔

جناب خالد انور: نہیں ڈاکٹر صاحب! یہ ۲۰۰۰ ہی ہے۔ ہم آپ کی بات مانتے ہیں۔

جناب چیئرمین: تو آپ ۲۰۰۰ والے الفاظ واپس لیتے ہیں؟

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب ۲۰۰۰ میں تو جانا ہی ہے۔ لیکن میں اپنا سوال پھر repeat کرتا ہوں کہ کیا Presidentنے ان تین ججوں کو confirm کرنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ ۹۸ میں confirm کیوں نہیں ہوئے۔ ۹۹ میں آ کر کیوں confirm ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی خالد انور صاحب۔

جناب خالد انور: جناب! ایک تو جو سوال پوچھا گیا تھا وہ یہ تھا کہ

"Will the Minister for Law be pleased to state the names and dates of appointment of additional/adhoc judges of the Lahore High Court"?

اس کا جواب آ گیا ہے۔ اب تو بالکل ہی ایک نئی نوعیت کا سوال ہے کہ جسٹس نجم الحسن کاظمی صاحب ایک سال پہلے confirm ہوئے ہیں اور دو سال کے بعد ہونا تھا۔ اس کا تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر ڈاکٹر صاحب ایک نیا سوال دیں گے تو ضرور انشاء اللہ جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: نجم الحسن کاظمی کا تو نام بھی اس لسٹ میں نہیں آ رہا۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: یہ ان کا طریقہ کار ہے، میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ پہلا سوال یہ ہے کہ اخباروں میں یہ خبریں آئیں ان تین ناموں کے متعلق۔ جسٹس محمد ظفر یٰسین، جسٹس میاں ثاقب نثار، جسٹس آصف سعید کھوسہ کہ "The President has refused to confirm these judges" آیا یہ بات صحیح ہے۔ کیونکہ Law Ministry کی طرف سے کوئی تردید نہیں آئی۔ کیا یہ بات درست ہے کہ پرائم منسٹر کی طرف سے recommendation گئی جس کے بعد President نے انکار کر دیا۔

دوسرا اسی نوعیت کا سوال یہ ہے، کیونکہ ان کا ایک سال کا tenure 21-05-99 کو ختم ہوا۔ اس وقت بجائے ان کو confirm کرنے کے ان کا as additional judge ایک سال کا وقت بڑھا دیا گیا۔ اسی طرح کا کیس جسٹس نجم الحسن کاظمی صاحب کا تھا۔ ان کی appointment April, 97 میں ہوئی۔ April, 98 میں confirmation ہونی تھی۔ ان کی بھی ایک سال کی extention ہوئی اور پھر غالباً ۲۱ مئی کو ان کو confirm کیا گیا۔

میرے دو سوال ہیں۔ ایک یہ کہ کیا President نے ان کو confirm کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ دوسرا جسٹس نجم الحسن کاظمی کے کیس میں اس طرح کیوں ہوا کہ آپ نے انہیں ۹۸ میں confirm نہیں کیا بلکہ مئی ۹۹ میں confirm کیا۔ وجہ میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ میں چاہوں گا کہ یہ اس پر تبصرہ کریں۔

جناب چیئرمین: خالد انور صاحب۔

جناب خالد انور: حالانکہ اس سوال سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، بہرحال ڈاکٹر صاحب کی میں عزت کرتا ہوں، میں جواب دے دیتا ہوں۔ اصولاً تو بالکل نیا سوال ہونا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ جن تین ججز کا ذکر ہو رہا ہے وہ احتساب بنچ میں نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک بھی احتساب بنچ کا رکن نہیں ہے۔

تو یہ جو کوشش کی جا رہی ہے link کرنے کی کہ نجم الحسن کاظمی صاحب تھے اور یہ تین جج ' وغیرہ وہ طریقہ کار کا ذکر کریں' ان دونوں چیزوں میں قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان تینوں ججز میں سے کسی کے سامنے ایک بھی احتساب کا مقدمہ نہیں ہے۔ اس لئے سوال کی بنیاد ہی غلط ہے اور جہاں تک نجم الحسن کاظمی کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں' میں عرض کروں کہ پہلی دفعہ میں نے سنا ہے کہ اس کو link کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ ان کے سامنے کوئی احتساب کا کیس تھا۔ کیونکہ جہاں تک محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے بیان تھے' انہوں نے ان جج صاحب کے خلاف قطعاً کوئی comment نہیں دیا' کوئی criticise نہیں کیا۔ دوسرے جج صاحب کے بارے میں شاید ان کے منہ سے الفاظ ضرور نکلے تھے بلکہ ان کے بارے میں تو ان کو کم از کم مکمل confidence تھا ان کی integrity پر۔ اس لئے مجھے تعجب ہے کہ ڈاکٹر صاحب raise کر رہے ہیں اس issue کو اور یہ link up کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ باقی رہ گیا تین ججز کا معاملہ' تو آپ جانتے ہیں کہ ہمیشہ سے روایت رہی ہے اس ملک میں کہ کچھ جج صاحبان ہوتے ہیں' ان کی فوراً confirmation ہو جاتی ہے' کچھ جج صاحبان ہوتے ہیں جن کی confirmation ایک سال کے بعد ہوتی ہے۔ پیپلز پارٹی کے دور حکومت میں تو عام طور پر دو دو سال کے بعد confirmation ہوا کرتی تھی۔ تو اگر ان دو جج صاحبان کی دو سال کے بعد confirmation ہو رہی ہے جو ہونی چاہیئے' تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ڈاکٹر حئی صاحب۔

ڈاکٹر عبدالحئی: جناب والا! عدلیہ اس ملک کے تین ستونوں میں سے ایک اہم ادارہ ہے۔

جناب چیئرمین: مولانا صاحب کہہ رہے ہیں کہ چار ستون ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی: شاید وہ پریس کو بھی شامل کر رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ عدلیہ کو مکمل آزادی حاصل ہو' اس کے پاس مالی اختیارات ہوں اور اس کی تقرری کا طریقہ کار ہے' جیسے اب یہ بات ہے کہ confirmation بھی گورنمنٹ کی مرضی سے ہوتی ہے۔ ان کو عارضی طور پر appoint کرتے ہیں' یہ عمل شفاف نہیں ہے' کوئی بھی گورنمنٹ ہو' صرف اس حکومت کے بارے میں نہیں کہہ رہا ہوں' ہر حکومت اس لئے یہ سب عارضی طور پر کرتی ہے' عام لوگوں کا یہ تاثر ہے کہ ان کو اپنی مرضی کے لوگ مل جائیں' ان کو اس طرح یہ مجبور کرتے رہتے ہیں کہ ان پر confirmation کی تلوار لٹکتی رہے۔

میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسے معزز جمہوری معاشرے میں اس عمل کے لئے ایک صاف شفاف طریقہ کار ہوتا ہے' جس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے کہ کب confirmation ہو رہی ہے' جونہی جج مقرر ہو جاتے ہیں تو وہ permanent ہوتے ہیں یا ان کی confirmation بھی ہو جاتی ہے تو کیا وزیر موصوف میری تجویز پر غور فرمائیں گے کہ پاکستان جو کہ ایک آزاد ملک کی حیثیت سے ایک جمہوری معاشرے کا دعوے دار ہے' یہاں پر ججوں کی تقرری کے طریقہ کار کو بھی یہ بدلیں اور جدید معاشرے کی طرح ججوں کی تقرریاں ہوں تا کہ ان کے سروں پہ جو confirmation کی تلوار لٹکتی رہتی ہے' یہ نہ ہو۔ اور ان کا میرٹ ہو' ان کی integrity ہو' اس بنیاد پر ان کی تقرری ہو۔

جناب چیئرمین: خالد انور صاحب۔

جناب خالد انور: جناب والا! جہاں تک ڈاکٹر صاحب کے ان نکات کا تعلق ہے جو انہوں نے پیش کئے ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ ان میں کچھ وزن ہے۔ Superior courts کی تقرری کا جو مسئلہ ہے اس پر غور کی ضرورت ہے۔ اب مشکل یہ ہے کہ ہمارے آئین میں ایک آرٹیکل ہے جس کے تحت ان جج صاحبان کی تقرری کی جاتی ہے۔ ہمارے آئین میں Additional Judges کی بھی provision جس کا ڈاکٹر صاحب ذکر کر رہے تھے۔ یہ بھی ایک اچھی تجویز ہے جس پر غور ہو سکتا ہے کہ آئین میں Additional Judges کی گنجائش ہی نہ ہو' adhoc Judges کی گنجائش ہی نہ ہو' اس پر بھی غور کیا جا سکتا ہے۔ اگر کبھی مناسب وقت ہوا تو انشاء اللہ اس پر بھی ضرور غور کریں گے۔

جناب چیئرمین: آخری سوال' الیاس بلور صاحب۔

جناب الیاس احمد بلور: جناب والا! میں آج بڑا پریشان ہوا ہوں' اتنے قابل وکیل' اتنے قابل وزیر قانون صاحب بالکل confused جواب دے رہے تھے۔ سوال یہ ہوا کہ کیا ان تین ججوں کو صدر نے refuse کیا' تو آپ فرما رہے ہیں کہ محترمہ بے نظیر نے یہ کہا' احتساب جج نہیں تھا' انہوں نے اس کے خلاف کوئی بات نہیں کی۔ میں تو حیران ہوں جناب with due respect to you, you are Chairman over here, you are custodian of the House, ایک اتنے قابل وزیر صاحب ہونے کے باوجود وہ to the point جواب کیوں نہیں دیتے ہیں۔ This is not an answer which he has given. سوال یہ تھا کہ تین ججوں کو President has refused to confirm or not? He should have said, 'No' or 'Yes'. Why he is going in such a detail that......

جناب چیئرمین : لیکن دیکھیں for the public knowledge that they are not being confirmed.....

جناب الیاس احمد بلور : لیکن why should not he accept it. یہ تو ان کو accept کرنا چاہیئے کہ ہاں جی صدر صاحب نے انکار کر دیا ہے۔ یہی تو ہاؤس چاہتا ہے' ہاؤس کے knowledge کے لئے لیکن یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ----

جناب چیئرمین : لیکن کسی کو یہ تو نہیں پتہ کہ کس کو نہیں کیا ہے' but the fact is that they have not been confirmed.

جناب الیاس احمد بلور : Sir, with due respect اس طرح presume کرنے کا ان کو کیا اختیار ہے کہ یہ presume کر رہے ہیں کہ اس کو لنک کرنا چاہتے ہیں with the Ehtesab Bench and this and that.

جناب چیئرمین : چونکہ سوال ایسا تھا ۔ انہوں نے پوچھا تھا ' اس لیے انہوں نے جواب دیا ہے۔

جناب الیاس احمد بلور : انہوں نے صرف یہ پوچھا کہ ان تین ججز کو confirm کیا یا نہیں کیا اور who has refused it and it is very simple. اتنے قابل آدمی یہ جواب دیں تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

جناب چیئرمین : صرف پانچ منٹ رہ گئے ہیں تو میرا خیال ہے we should go to the other question.

(مداخلت)

جناب چیئرمین : خالد صاحب! آپ اس کا جواب دیں گے؟

جناب خالد انور : دیکھیں' ایک تو یہ سوال پوچھتے ہی نہیں ہیں۔ سوال یہ تھا کہ " Will the Minister for Law be pleased to state the names and dates of appointment of additional/adhoc judges of the Lahore High Court "?

جناب الیاس احمد بلور : جناب ! with due respect تین supplementary

and the supplementary which we have done, it is a proper ہوتے ہیں question

supplementary. یا تو آپ یہ فرما دیں as a Chairman کہ ہمارا supplementary غلط ہے۔ اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ یہ supplementary غلط ہے تو we do not mind لیکن اگر ہمارا supplementary ٹھیک ہے تو ان کو ہمارے supplementary کا جواب ٹھیک دینا چاہیئے۔ ان کو تیاری کرکے آنا چاہیئے۔

Mr. Chairman : Khalid Sahib, is it a fact that they have not been confirmed ?

Mr. Khalid Anwar : It is a fact that they have not been confirmed.

(interruption)

جناب چیئرمین، پانچ منٹ رہ گئے ہیں۔

Mian Raza Rabbani : Sir, supplementary arises from this very question. Why is the honourable Minister hedging the answer that why were these three deferred ? Was it because , as reported in the press, the President said that he is not confirming these three judges?

Mr. Chairman: May be he does not want to diverge the information.

Mian Raza Rabbani : Sir, why ? This is not secret information.

Mr. Chairman: Because the advice of the Prime Minister cannot be gone into by any court.

Mian Raza Rabbani : Sir, all right, one minute. There is a news item which is in the press, which categorically states giving the names of these three honourable judges and states that the Prime Minister recommended that they be confirmed and the President turned it down. Fair enough, sir, I am not asking him what was the advice, what was not the advice. What I am asking him

is does he contradict this news item or does he not contradict this news item ?

جناب چیئرمین: جناب خالد صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: I think, this is a very extra-ordinary question. Let us read Article 48. What Article 48 says.

(interruption)

جناب چیئرمین، دیکھیں! ان کو جواب دینے دیں I can not force him to give a particular answer.

Mian Raza Rabbani : Sir, he is avoiding it.

جناب چیئرمین: بھئی ٹھیک ہے he is avoiding it, تو میں کیا کروں؟

Mian Raza Rabbani : Sir, he is avoiding it, but why ?

Mr. Chairman: I can give him the opportunity to answer but I can not force him to make a particular answer.

Mian Raza Rabbani : Then go on to the next question.

جناب چیئرمین: یہی میں کہہ رہا ہوں۔

Mian Raza Rabbani : It is abundantly clear that there is a rift between the President and the Prime Minister on this issue and that is what he is trying to shield.

Mr. Chairman : Next Question No. 43, Tahir Bazenjo Sahib.

43. * Mr. Muhammad Tahir Bizenjo: Will the Minister for Parliamentary Affairs be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to revive the women's seats in Parliament, if so, when and if not, its reasons?

Mian Muhammad Yasin Khan Watto: Yes. In the near future.

Mr. Chairman : Supplementary question.

جناب طاہر بزنجو: جناب! میرا سوال خواتین نشستوں کی بحالی کے متعلق تھا تو جواب میں صرف یہ کہا گیا ہے کہ in the near future. میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ خواتین کی نشستوں کی بحالی کے بارے میں حکومت کو کیا سیاسی، آئینی اور قانونی مشکلات ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے پارلیمنٹ میں موجود ساری سیاسی پارٹیاں خواتین کی نشستوں کی بحالی کے حق میں ہیں۔

Mr. Chairman : Minister for Parliamentary Affairs.

میاں محمد یٰسین خان وٹو: جناب! انہوں نے سوال فرمایا تھا whether there is any proposal under consideration of the government to revive the women seats in Parliament, if so, when and if not, its reasons? تو میں نے جواب یہ دیا ہے کہ yes, in the near future. تو یہ revive کرنے کے بارے میں جواب ہے کہ ہم کر رہے ہیں اور مستقبل قریب میں اس پر انشاء اللہ بل بھی آجائے گا۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ۔ اللہ پر چھوڑ دیا۔ جی جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, my question is in two parts, firstly, that there is a private members' bill which is pending in the Senate in connection with restoration of women seats which has been moved by the Pakistan Peoples Party and which is pending with the standing committee, will the Government be willing to look at that bill? No.1.

No. 2. This Government has a 2/3rd majority in the National Assembly and it has already moved and got through two and half Constitutional amendment bills, if it was sincere in the restoration of women seats, why hasn't it moved a bill till today?

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ جناب والا! جلد ہی bill move کر رہے ہیں اور جو پہلے

دوسری parties نے bills move کئے ہیں ان کو بھی اس وقت کمیٹی کی stage پہ consider کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ رجوانہ صاحب۔ جی رفیق صاحب نے نہیں پوچھا' جناب رفیق صاحب! فرمائیے جی۔

شیخ رفیق احمد۔ Minister کی مراد جلدی سے کیا ہے۔ آیا یہ سالوں کے حساب سے جلدی ہے یا دنوں اور مہینوں کے حساب سے ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ نہیں جلدی سے مراد جلدی ہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ یہ بتائیں کہ اگر بل لایا جائے تو آپ سب راضی ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ یہ بل لائیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ اس پہ راضی ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ بل لائیں۔

جناب چیئرمین۔ نہیں pending تو ہے what I am asking you, but again you are not answering my question. آپ وہی کر رہے ہیں جو وزیر کرتے ہیں۔ آپ اس پہ راضی ہیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب! لائیں بل' بالکل لائیں۔

Mr. Chairman: O.K

جی' اچھا' ٹھیک ہے جی۔ جی O.K۔ I think, Question Hour is over ایک منٹ' ایک منٹ۔ there is a privilege motion in the name of Qaim Ali Shah Sahib. قائم علی شاہ صاحب کی privilege motion ہے۔ let us take it up. جی فرمائیے جناب۔ قائم علی شاہ صاحب! فرمائیے قائم علی شاہ صاحب۔

The question hour is over fand the remainng questions and answers are taken as read and are placed on the table of the House.

44. *Mr. Muahmmad Tahir Bizenjo: Will the Minister for Education be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to impart primary education in mother tongue, if not, its reasons?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: Education is on the concurrent list of the Constitution of the country. As per policy/practice, the medium of instruction is either national language, provincial language, or English.

In Sindh, two mother languages i.e. Urdu and Sindhi are used as mediumof instruction. From class-III onward both categories of students learn easy courses of Urdu/Sindhi without disturbing their original medium of instruction.

In NWFP, Pushto is used in seven districts as medium of instruction and in the rest, Urdu is the medium. However, Pushto is used as general medium of communication all over the province.

In Balochistan, Urdu alongwith Provincial languages (Balochi, Brahavi and Pushto) remained medium of instruction for two years. Now this province has reverted to Urdu from the academic session of 1993-94.'

In Punjab, Primary Education is imparted in Urdu.

In Federal Schools, Urdu and English are used as medium of instruction.

There is a very small number of schools thoughout the country where English is used as medium of instruction at primary level.

In Provinces, where primary education is not being imparted in mother tongue, it is assumed that the provincial authorities have some local compulsions as in Balochistan and Punjab.

45. * Mr. Habib Jalib Baloch: Will the Minister for Education be

pleased to state:

(a) the criteria, if any, for appointment as Chairman, Prime Minister's Literacy Commission;

(b) the salary, allowances and other fring benefits/privileges of the said post;

(c) whether there present incumbent was ever involved in the promotion of literacy in any Pakistani academic institution, if so, the name and addresses of the institutions, position held by him and the length of his stay separately in each case; and

(d) the budget of the Commission for 1998-99 and the amount released to it till 30-4-1999?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: (a) Appointment of Chairman, Prime Minister's Literacy Commission is approved by the Federal Government/Prime Minister of Pakistan through Establishment Division.

(b) Entitlement of the Chairman, Prime Minister's Literacy, Commission is in accordance with the BPS-22 Officer in the Federal Government.

(c) No.

(d) Budget of the (PMLC) 1998-99 and release till 30-4-99.

(i)	Recurring Budget of PMLC/HQ 1998-99	=	Rs. 4,140,000/-
(ii)	Released received	=	Rs. 3,450,000/-
	Development Budget of 10,000 NFBE Schools 1998-99	=	Rs. 156,800/- (Million)
	Amount Released	=	Rs. 121,800/- (Million)

46. *** Mr. Habib Jalib Baloch:** Will the Minister for Education be pleased to state:

(a) the qualifications and experience required for appointment against the post of Chairman and Members of University Grants Commission; and

(b) the names, qualifications and experience of the present Chairman and other members UGC indicating also the names of the institutions from where they obtained their degrees, separately in each case?

Justice (Retd.) Syed Ghous Ali Shah: (a) As per provision of University Grants Commission's Act 1974 clause 4 (2), the Chairman, Whole Time Member and the Honorary Members are appointed by the Federal Government from amongst the eminent Educationists including Scientists of repute. The post of Chairman is of BPS-22 and the post of Whole Time Member is of BPS-21.

(b) At present Capt. Usman Ali G. Isani is the Chairman of the UGC. A brief profile of his qualification and experience is as under:-

- M.Sc. Educational Planning, California University, Berkeley, U.S.A.
- M.A. History, University of Punjab, Lahore.

Experience:

- Secretary Education, Government of Sindh.
- Joint Secretary, Ministry of Education, Government of Pakistan.
- Additional Secretary, Ministry of Education, Government of Pakistan.
- Additional Chief Secretary, Planning and Development, Government of NWFP.

- Chief Secretary, Government of NWFP.

- Federal Secretary/Secretary General in Ministries of Health, Food and Agriculture and the Establidshment Division.

Ex-Officio Members:

1. Dr. Safdar Mahmood, Secretary, Ministry of Education, Government of Pakistan - M.A. (Hons) (Pol. Science) Punjab University; Ph.D. Punjab University.

Secretary in various Departments of the Punjab, Additional Secretary, Prime Minister's Secretariat.

2. Dr Khalid Mahmud Khan, Chairman, Pakistan Science Foundation M.Sc. Bio-Chemistry, Ph.D. From Edinburg University, U.K.

Director Research, Agriculture University, Faisalabad.

3. Mr. Yar Muhammad Khan. Vice Chancellor, NWFP Agricultural University,Peshawar and Chairman of the V.Cs Committee.

B.Sc. Agri. (Hons) peshawar University; B.Sc. Agri. (Hons) Pakistan. forest Institute; diploma in Catographic Engg. Netherlands;

Secretary, Forestry, fisheries and Wild Life Department, NWFP;

D.G. Environmental Protection Agency;

Member, Services Tribunal;

Project Director, FAO Project Peshawar;

Chief Planning Officer, Agriculture Department, Peshawar;

Honorary Members:

Term expired. A new panel has been proposed to the Government:

1. Prof. Shakrullah, Dean Balochistan University, Quetta;

Retired form the services of Balochistan University but has been re-imployed by the university.

M.A. Economics, Punjab Univeristy, Lahore.

Dean, Balochistan University.

Director, NIPA, Qutta.

2. Prof. Dr. Nassiruddin Azam Khan, Principal, Khyber Medical College, Peshawar;

MBBS; FRCP (Edin) and London; FACCO (USA); FCPS (Pakistan).

Minister for Education, Health, Population Welfare, Peshawar.

Chairman, Pakistan Red Crescent Society, Peshawar;

Prof. of Medicine, KMC.

Member (Whole Time) Vacant since 12-5-1999.

Prof. Dr. G.A. Miana who was Member Whole Time, retired on 11-5-1999, M.Sc. from Peshawar University; Ph.D. from Calgary. University, Canada held the posts of Vice Chancellor, Gomal University, Professor of Chemistry, King Saud University, Saudi Arabia and held other academic posts at Gomal and Quaid-i-Azam Universities).

Syed Qaim Ali Shah: Mr. Chairman sir............

جناب چیئرمین - ایک منٹ، قائم علی شاہ صاحب! یہ leave applications رہ گئی ہیں، یہ میں پڑھ دوں۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین - ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر یکم تا 6 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سیف اللہ خان پراچہ صاحب گزشتہ96th اجلاس کے دوران 10 تا 14 مئی اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے ان تاریخوں کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ نثار محمد خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر یکم تا 6 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ قاضی محمد انور صاحب بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر یکم جون کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے۔ انہوں نے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جہانگیر بدر صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی وجہ سے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ علی نواز شاہ صاحب نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ سردار منصور احمد خان لغاری صاحب نے حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین ۔ عباس سرفراز خان صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر حالیہ مکمل اجلاس کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے ۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین۔ جناب قائم علی شاہ صاحب۔ قائم علی شاہ پہلے پڑھ دیں۔ جی۔

PRIVILEGE MOTION: REGARDING PLACEMENT OF SENATOR'S NAME ON ECL.

Syed Qaim Ali Shah: Mr. Chairman sir, with your permission I begto move that it has been reported in the daily newspaper "The Dawn" that Ehtesab cases are pending investigation with Ehtesab Bureau which were sent to it by the (CEC), in some cases over two years ago.

The said report of "The Dawn" has allegedly mentioned my name among others against whom investigation is pending with Ehtesab Bureau.

During August/September, 1997, I had raised Privilege Motion when I was stopped at the Karachi Airport by FIA when I was going to Egypt as one of the Delegates to attend IPU Conference, on the pretext that my name existed on ECL.

While replying the motion the Interior Minister Ch. Shujaat Hussain had categorically stated that no case is pending against me and that my name would be taken out of ECL. As a result of this statement, a letter was received by me that my name is excluded from the ECL.

The report in "The Dawn" of 31-05-1999 has infringed my privilege. The question of privilege may be taken up in the sitting of the Senate.

Now sir, I have read my privilege motion but the actual thing is that on 31st this news item was reported in 'Dawn', the heading of which is 'major Ehtesab cases pending with Ehtesab Bureau'. If you allow me, I may read out

the whole passage.

جناب چیئرمین- سارا passage پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں آپ کا نام آ رہا ہے۔

Syed Qaim Ali Shah: Sir, my name is mentioned in this that one of the cases is pending against me with the Ehtesab Bureau. I would like to know because there is clear statement by the Interior Minister before this august House, before you sir, that there was no case pending against me. Now, this is ambiguous and I think, that this is a clear harassment and victimization against the Opposition. This is one of the singular case where only my name is mentioned from the Opposition side in the list which is mentioned in 'The Dawn'. Therefore, I submit sir, that the Interior Minister may be asked whether there is a case and what type of case it is which is pending before the Ehtesab Bureau for the last two years.

جناب چیئرمین - وٹو صاحب! اس مسئلے پر آپ انفارمیشن لے لیں کہ جب یہ مسئلہ پہلے آیا تھا تو وزیر داخلہ صاحب نے کہا تھا کہ کوئی کیس pending نہیں ہے اور ان کے مطابق ان کو لکھ کر بھی دے دیا تھا کہ آپ کا نام ECL سے withdraw کیا جا رہا ہے۔ اب 31st May کو ایک خبر چھپی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ان کا نام ہے۔ I think, please look into this and let the House know کہ کیا پوزیشن ہے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو۔ ٹھیک ہے جناب۔ میں انفارمیشن لے کر ایوان میں پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ قطب الدین صاحب۔

POINT OF ORDERi) RE: ELECTRICITY SITUATION IN KARACHI.

Khawaja Qutabuddin: Sir, in the last session I had drawn the attention of the honourable Minister for Water and Power regarding the electricity situation in Karachi. Sir, Karachi is a very unfortunate city and I told earlier also the people living there are still more unfortunate. And I had brought to the notice of this House that although Karachi contributes 72 to 70 percent of the revenue of this country, whereas they are being deprived of even the electricity. There is tremendous shortage of the electricity in Karachi. As a result of which a large number of industries have closed down and even a larger number are operating on one shift and two shifts instead of three shifts.

And furthermore, there is a lot of discrimination against Karachi with respect to electricity rate. They are being charged at the rate of 4.05 to 4.50 whereas in the rest of the country, it is about 3 and 3.30. When I brought this fact to the notice of honourable Minister I was more than reassured when the Minister on the floor of the House assured that he stands by Karachi and he would not let Karachi suffer at the hands of WAPDA. Now, we hear that KESC is now going to be handed over to the Army. I would also like to know what are the terms and how the Army is going to operate there but first of all I would like to know why this discrimination is there and why this continuous shortage is there?

Sir, the law and order situation in Karachi has improved significantly. For that we have to give all the credit to the Governor of Sindh. But inspite of this law and order respite that we are getting in our life, we are terribly discomforted and we are suffering a lot, the people and the industry because of the shortage of

the shortage of the electricity. The Minister accepted that it is a major flash point. He has made this point to the Prime Minister but since the time that statement had been made till the time I am bringing this matter again to the attention of this House probably, no progress has been made.

And furthermore sir, I also believe that Karachi Electric Supply Corporation is being provided oil for their power plant on the day to day basis or whatever cash that they have. The Ministry for Petroleum, the Minister is not here, I would also like to know that whether the Minister for Water and Power whether knows anything about it. Why is it that the consumer should be penalised for that. We are paying the bills. The KESC is receiving the amount. It is an internal matter or an inter-ministerial matter that they have to settle certain amounts but the people of Karachi must not be inconvenient sir.

Mr. Chairman: Minister for Water and Power.

جناب گوہر ایوب خان- جناب چیئرمین صاحب! میں نے اس ایوان کے فلور پر بیان دیا تھا کہ کراچی میں لوڈ شیڈنگ سے دقت ہوتی ہے کافی industrial units بند ہو جاتے ہیں، unit production disrupt ہوتی ہے، material تقریباً seconds میں نکل جاتا ہے اور انڈسٹری self generation کی طرف جانے کی کوشش کرتی ہے لیکن جہاں پر رہائشی علاقے ہیں یا high rise buildings ہیں وہاں پانی کی دقت ہو جاتی ہے- واپڈا کے پاس surplus power تھی اور جو export کر رہے تھے KESC کو وہ کبھی ۱۰۵ میگاواٹ اور کبھی ۱۵۰ میگا واٹ اور کبھی ۲۵۰ میگا واٹ تھی- ایک فائدہ اب یہ ہوا ہے کہ آرمی کے واپڈا میں جانے کے بعد چیئرمین KESC اور واپڈا کے ایک ہی ہیں- تو دونوں کی ذمہ داریاں برابر ہو جائیں گی- اب واپڈا کی jurisdiction ہے اور وہ اس کو ensure کرے اور وہاں لوڈ شیڈنگ نہ ہو اور کراچی کو neglected نہ چھوڑ دے- اب انشاء اللہ جلدی export of power from WAPDA شروع ہو جائے گی اور capacity تقریباً ۵۵۰ میگا واٹ کی ہے- اس کو ۶۰۰ میگا واٹ تک لے جا سکتے ہیں- ہماری جو یونٹس ہیں جس طرح بن قاسم کی ہیں یا باقی ہیں اگر ان کی

maintenance problem کو ٹھیک کرنا ہے اور انہیں reactivate کرنا ہے تاکہ generation capacity ۱۷۵۰ میگا واٹ یا جتنی requirement ہو summer months میں وہ پوری ہوسکیں۔ جہاں تک خواجہ صاحب نے کہا ہے کہ PSO جو oil دے رہا ہے وہ پورا نہیں دے رہا۔ اس میں کیا کرتے ہیں کہ پہلے بھی جو ۳۰ فیصد رقم ہوتی تھی وہ کاٹ لیتے تھے۔ وہ بھی ہم کوشش کر رہے ہیں کہ جو ۳۰ فیصد کاٹ لیتے ہیں وہ نہ کریں تاکہ کراچی میں یہ دقت ختم ہو جائے۔ کراچی میں KESC کی schedule of privatization تقریباً ہوئی ہے۔ ۳۰ جون تک چند ایک اقدام کرنے تھے جو in position ہو جانے چاہئیں اور ۳۰ ستمبر تک اس کی privatization ہے۔ فی الحال یہ پروگرام ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: باری باری پوچھ لیں۔ میں دس آدمیوں کی بات ایک وقت میں کیسے سنوں۔ ان کی باری ہے پھر کسی اور کو بلا لوں گا۔ انشاء اللہ آدھے گھنٹے میں سب کو موقع مل جائے گا۔ اس لئے تھوڑی سی دیر صبر کر لیا کریں۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ ہر ایک کو موقع مل جائے۔ آپ صرف یہ خیال رکھیں کہ اگر اختصار سے کریں گے تو زیادہ لوگوں کو موقع مل جائے گا۔ جی گوہر ایوب صاحب۔

جناب گوہر ایوب خان: جناب چیئرمین! جہاں تک خواجہ صاحب نے کراچی میں ریٹ کی بات کی ہے کہ دوسرے علاقوں کے مقابلے میں کراچی میں واپڈا کے ریٹ زیادہ ہیں۔ تو وزیر اعظم صاحب نے ہمیں یہ instruction دی ہیں کہ ریٹ دونوں کے برابر ہونے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: O.K.۔ رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی: شکریہ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پچھلے سیشن میں سینیٹر چانڈیو کا privilege motion move ہوا تھا with reference to his arrest and misbehaviour of the police at Nawab Shah. جناب وہ سیشن بھی گزر گیا اور motion take up نہیں ہوا۔ اس سیشن میں I will request کہ اگر آپ ہدایت دیں اور کل وہ موشن take up کر لیں۔

جناب چیئرمین: میں دیکھ لیتا ہوں۔ But he is now by the grace of God sitting with us.

Mian Raza Rabbani: Sir, he is sitting with us.

لیکن جو سلوک اور رویہ تھا اور جس طریقے سے پولیس ان کے ساتھ پیش آئی وہ تو ان کا breach of privilege ہے۔ تو اس لئے میں آپ سے request کروں گا کہ آپ مہربانی کرکے اس کو کل take up کر لیں۔

جناب چیئرمین ! دو مسئلے ہیں which pertain to my constituency and I have been rung up by them and asked to bring it to your notice. مجھے ایک بار پھر یہ دکھ سے کہنا پڑ رہا ہے اور یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ کیوں صوبہ سندھ میں رہنے والے اور بالخصوص صوبہ سندھ سے elect ہوکر آنے والے لوگوں کے ساتھ یہ حکومت امتیازی سلوک برتتی ہے۔ صوبہ سندھ کے سینیٹر ہوں، ممبر قومی اسمبلی ہوں یا ممبر صوبائی اسمبلی ہوں، ان کے ساتھ جو ہوتا آیا ہے وہ تو میں کل بیان کر چکا ہوں۔ ابھی حال ہی میں مجھے MPA منظور وسان صاحب کا فون آیا۔ وہ چند دن پہلے جیل سے release ہوئے ہیں۔ ان کو بھی پولیس نے freedom of expression کے تحت arrest رکھا۔ ۲۰ ہفتوں کے بعد ان کی bail ہوئی۔ بہرحال victimisation کا process ان کا رکا نہیں ہے۔ ان کے ۲ پیٹرول پمپ نیشنل ہائی وے پر ہیں۔

ابھی لکھوایا بھی ہے جو ایک کا نام ہے ہالہ اور دوسرے کا نام مصطفیٰ ہے، National Highway پر خیر پور کے قریب ہیں ان کو کل سے totally seal and shut down کر دیا ہے۔

He has got in touch with the Army and asked them that what is the matter? The Army says, "We have nothing." He has paid all his bills viz-a-viz the electricity bill,

پھر بھی

he is running from pillar to post. So, this is one thing which I wanted to bring on the record and I have asked the honourable Minister for Water and Power.

Mr. Chairman: He knows about it.

Mian Raza Rabbani: Sir, the other thing is

کہ حکومت کو عادت پڑ گئی ہے کہ یہ judiciary decisions کو flout کرے اور اس حد تک کہ آپ نے کل ایک honourable Judge کی observation جو اخبار میں چھپی ہے وہ بھی پڑھی ہو گی کہ

ہم آرڈر کرتے ہیں لیکن اس پر کہیں تو عمل درآمد ہوتا ہے اور کہیں پر عمل درآمد نہیں ہوتا۔ یہاں مجموعی طور پر ایسا ہے کہ جیسے PIA کی طرف سے Sindh Assembly کے ارکان کو جو vouchers ملتے ہیں وہ ان کو honour نہیں کررہے اور وہ ان سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کی اسمبلی کیونکہ suspended ہے لہذا آپ کے vouchers کو ہم honour نہیں کریں گے جبکہ سپریم کورٹ یہ کہہ چکی ہے کہ legislation کی حد تک Sindh Assembly functional ہے اور Sindh Assembly کے باقاعدہ اجلاس بھی اس ضمن میں ہو رہے ہیں لیکن پی آئی اے والے بدستور یہ بات کہہ رہے ہیں کہ نہیں، جو گورنمنٹ کا پہلا notification of suspension ہے وہ ابھی بھی ہولڈ کر رہا ہے اور ہم آپ کے کوپنز کو honour نہیں کریں گے۔ مجموعی طور پر سندھ سے جتنے بھی Senators elect ہو کر آئے ہیں وہ ہمارے constituents ہیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آپ direct کریں Minister for Parliamentary Affairs کو یا راجہ صاحب سے request کریں کہ وہ خاقان عباسی صاحب سے بات کریں اور کل ہاؤس میں اس بات کو واضح کریں کہ PIA کا یہ امتیازی سلوک سندھ اسمبلی کے ممبران کے ساتھ کیوں ہے کہ آپ کے جو vouchers ہیں وہ acceptable نہیں ہیں۔

Mr. Chairman: Mian Sahib , would you please find out about this?

پوچھ لیں شاہد خاقان عباسی سے کہ کیا procedure ہے۔

میاں محمد یسٰین خان وٹو ۔ وہ پرسوں ہوں گے یہاں، ویسے میں کل بھی کوشش کروں گا۔ جب نیشنل اسمبلی میں question hour ہو گا تو وہ وہاں موجود ہوں گے۔

جناب چیئرمین ۔ ان کو بتا دیں کہ یہ مسئلہ ہے اور یہ سوال اٹھایا گیا ہے۔

Yes, please Bhinder Sahib.

ii)RESTORATION OF FLAT-RATE OF ELECTRICITY FOR THE FARMERS

چوہدری محمد انور بھنڈر ۔ جناب والا! گزشتہ اجلاس میں میں نے ایک point raise کیا تھا اور وہ یہ تھا کہ زراعت پر یا کاشتکاروں پر flat rate ختم کر دیا گیا تھا اور میں نے یہ عرض کیا تھا کہ زراعت کو بہت اہمیت حاصل ہے اور اہمیت دی بھی جا رہی ہے اور جائز طور پر، صحیح طور پر دی جا رہی ہے

میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں تو تین صوبوں میں زراعت کے لئے بجلی کا معاوضہ کوئی نہیں ہے۔ بجلی کا نرخ ہی کوئی نہیں ہے، تین صوبوں میں مفت دی جارہی ہے۔ فاضل وزیر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ اسپر غور ہو رہا ہے۔ میں جناب والا! یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ زراعت کو اگر incentive دینا ہے اور کاشتکاروں سے اگر ہم نے پیداوار بڑھوانی ہے، اگر ہم نے اجناس میں خود کفیل ہونا ہے تو یہ incentive جو ہم نے دیا ہوا تھا وہ بھی واپس لے رہے ہیں اور وہ واپس لے بھی لیا ہے۔ اس کے متعلق کیا وزیر صاحب یہ وضاحت فرمائیں گے، اتفاق سے وزیر زراعت بھی موجود ہیں اور وزیر واپڈا بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں اور وزیر زراعت، یقیناً میں سمجھتا ہوں کہ اس بات پر میرے ہمنوا ہوں گے اور حق میں ہوں گے بلکہ یہ سارا ہاؤس ہی ان غریب زمینداروں اور کاشتکاروں کے حق میں ہو گا اور یہ جذبات میرے نہیں ہیں، یہ تمام ہاؤس کے جذبات ہوں گے۔ سارے ملک کے تمام کاشتکاروں کے جذبات ہیں۔ اس کے متعلق جناب والا! میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ یہ فیصلہ restore فرمائیں۔ جناب وٹو صاحب نے اس کی ابتدا کی تھی اور ان کے وقت میں یہ flat rate introduce ہوا تھا تو یہ فلیٹ ریٹ جو ہے اس پر غور ہو چکا یا غور ہونا باقی ہے۔ اگر نہیں ہوا تو کم از کم اس کے متعلق favourably consider کر کے اس فلیٹ ریٹ کو restore فرمائیں۔

جناب چیئرمین۔ آپ نے تین وزیروں کے نام لئے ہیں، کن سے پوچھا جائے۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ جناب! ان سے پوچھا جائے، وہ تو دونوں ہمنوا ہوں گے۔

جناب چیئرمین۔ - اچھا! لیکن اگر آپ گرجدار جواب چاہتے ہیں تو پھر لالیکا صاحب سے پوچھنا پڑے گا۔

جناب گوہر ایوب خان۔ جناب چیئرمین صاحب! معزز سینیٹر بھنڈر صاحب نے کہا ہے کہ ہندوستان میں تین States میں زراعت کے لئے بجلی مفت ہے۔ صرف ایک صوبے میں ہے۔ پنجاب میں، ہریانہ میں تقریباً ۶۵ پیسے ہے اور راجستھان میں ایک روپیہ چالیس، پنتالیس پیسے per unit ہے۔ لیکن it is subsidised. جہاں تک بلوچستان کے Tube wells ہیں وہاں Prime Minister Sahib کے حکم سے تقریباً دو ماہ یا اس سے کچھ زیادہ پہلے ایک فلیٹ ریٹ ان کے لئے quarterly مقرر کیا ہے وہاں میٹر لگیں گے کیونکہ ورلڈ بنک کے ساتھ معاہدہ ہے کہ metering ہو گی۔ وہاں میٹر لگیں گے تاکہ پتہ چلے کہ کتنی بجلی خرچ ہو رہی ہے لیکن ان کو فلیٹ ریٹ دیا جائے گا۔ چند ایک اور بھی ایریاز ہیں۔ میانوالی جہاں پانی کی depth پانچ چھ سو فٹ تک جاتی ہے، وہاں بھی ٹیوب ویل

بہت مہنگے پڑ جاتے ہیں ۔ وہاں بھی واپڈا سوچ رہا ہے ۔اس سال کے آخر میں ہمارے پاس surplus power ہوگی اور آئی پی پی اگر on board آنے شروع ہو گئے جس طرح کہ ہونا ہے تو اگلے سال بھی surplus power ہوگی ۔ اگر surplus پاور کو استعمال کرنا ہے تو اس کے ریٹ کو rationalise کرنا ہوگا ۔ واپڈا کے چیئرمین آئی پی پی اور دوسروں کے ساتھ مذاکرات میں مصروف ہیں۔ حبکو اور کیپکو کے ساتھ مذاکرات چل رہے ہیں۔ پرائم منسٹر صاحب کا ڈائریکٹو بھی ہے کہ ایگریکلچر کی طرف دیکھیں کہ tariff میں attractive reduction ہو تاکہ یہ پاور consume ہو سکے۔ اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ ہم جو گندم امپورٹ کر رہے ہیں ' اس سے ہمیں فارن ایکسچینج میں بے پناہ بچت ہو سکے گی۔We are on this. Thank you sir.

جناب چیئرمین۔ حبیب جالب صاحب۔

جناب حبیب جالب بلوچ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کوئٹہ سے ۱۲ کلو میٹر دور کچلاک سے ایک بہت بڑا لانگ مارچ کوئٹہ شہر کی طرف آ رہا ہے ۔اس کی سب سے بڑی وجہ واپڈا ہے اور جب ملٹری نے take over کیا اور کچلاک میں ایک consumer کے میٹر کا معائنہ کیا تو اس کے بعد انہوں نے اس کی داڑھی اور مونچھیں منڈوا ڈالیں اور اس کا منہ کالا کیا ۔ جس پر پورے کچلاک میں واپڈا کے ان فوجی اہلکاروں کے خلاف بغاوت ہوئی ۔ ہڑتالیں ہوئیں اور ہڑتالیں جاری رہیں۔بعد میں واپڈا کے اہلکاروں نے اس کے گھر بہت بڑا میٹ لے جا کر معافی بھی مانگی لیکن ایک مہینے کے بعد یہ سلسلہ پھر جاری ہوا ۔ تو کچلاک کے عوام اس پر سراپا احتجاج ہیں۔ میں منسٹر واپڈا سے کہوں گا کہ وہ اس سلسلے میں فوری اقدامات کریں تاکہ عوام کے جذبات کو مزید ٹھیس نہ پہنچ سکے اور ان کے مسائل حل کریں۔

(اس مرحلے پر اذان مغرب سنائی دی)

جناب چیئرمین۔ اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔

(اس مرحلے پر اجلاس پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دیا گیا)

(نماز مغرب کے وقفہ کے بعد اجلاس زیر صدارت جناب چیئرمین (جناب وسیم سجاد) دوبارہ شروع ہوا)

جناب چیئرمین ، میرا خیال ہے کہ پہلے ایک پوائنٹ آف آرڈر چل رہا تھا۔ کس کا تھا؟ جالب صاحب کا تھا۔ اس کے بعد مولانا صاحب۔ آپ فرمائیں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ، جناب چیئرمین' نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ کے مزار کے متعلق بیان کیا تھا کہ اس کو بلڈوز کر کے برباد کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ کہاں پر ہے۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی ، یہ مدینہ منورہ سے کچھ فاصلے پر ہے۔ میں نے وزیر مذہبی امور راجہ ظفر الحق سے گزارش کی تھی' کچھ لوگوں نے بتایا کہ نہیں' یہ واقعہ غلط ہے۔ میری اطلاعات ہیں کہ واقعہ بالکل ٹھیک ہے۔ آپ اپنے ایمبیسڈر کو کہیئے کہ وہاں جا کر معلوم کرے اور قونصل جنرل مدینہ منورہ میں وہ جا کر معلوم کرے۔ میں نے پوچھا ہے' انہوں نے کہا ہے کہ ابھی اطلاع نہیں آئی ہے۔ لیکن میں نے کئی لوگوں کے بیانات پڑھے ہیں۔ میرے پاس ریکارڈ ہے' انشاء اللہ میں کل آپ کو پیش کر دوں گا۔

صاحبزادہ عتیق الرحمان سجادہ نشین ہیں میر پور ڈانگری والا کے' آزاد کشمیر جماعت اہلسنت کے صدر ہیں۔ وہ حج کر کے آئے ہیں' ان کا یہ معمول تھا کہ وہ جب بھی عمرے یا حج پر جاتے تھے تو حضور کی والدہ ماجدہ کی قبر پر جایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں وہاں پر گیا ہوں وہاں قبر نہیں ہے بلکہ پہاڑی کو گرا دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات اہل اسلام کے جذبات کی توہین ہے۔ سب کے سینے مجروح ہو گئے ہیں کیونکہ نبی پاک نے فرمایا ہے کہ (عربی) سوت کا یہ درجہ آپ نے بتایا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی والدہ کے مزار پر جاتے تھے' لہذا' والدہ کے مزار پر جانا سنت ہے۔ (عربی) دعا مانگتے ہیں کہ اللہ ہمارے والدین کو بخش دے۔ ان حالات میں' میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات معمولی نہیں ہے۔ پہلے بھی جو مزارات گرائے گئے تھے ان پر بڑے ہنگامے ہوئے تھے۔ اس وقت جبکہ امن ہے' چین ہے' اس وقت ایک ارب بیس کروڑ مسلمانوں کے جذبات کو مجروح کرنا ' ان کو دکھ دینا غلط بات تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح ان لوگوں نے تمام آثار کو تباہ و برباد کر دیا ہے' آج جہاں جہاں مسلمانوں کی عقیدت کی جگہیں ہیں یہ ان سب کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میں آج پھر راجہ صاحب سے دریافت کروں گا کہ اس کے بارے میں انہوں نے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔

جناب چیئرمین، راجہ صاحب ابھی آتے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب ابھی آتے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔

مولانا محمد عبدالستار خان نیازی: میں نے خود عتیق الرحمان صاحب سے پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں خود وہاں گیا ہوں۔ وہاں پر مزار موجود نہیں ہے۔ اس کو بلڈوز کر دیا گیا ہے۔ میں سب کے جذبات کی ترجمانی کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ ابھی راجہ صاحب آتے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں۔ جی حافظ فضل محمد صاحب۔

iii) DETENTION AND RELEASE OF A JOURNALIST.

حافظ فضل محمد: شکریہ جناب۔ چند دن پہلے یہاں اس ہاؤس میں ہم ایک ممتاز اور مشہور صحافی نجم سیٹھی صاحب کی گرفتاری پر احتجاج کر رہے تھے، شنید یہ ہے کہ وہ آج صبح رہا ہو گئے ہیں۔ ہمیں اس پر افسوس تو نہیں ہے کیونکہ ہم خود اس کے لئے لڑ رہے تھے لیکن افسوس اگر ہے تو وہ کسی اور بات پر ہے اور وہ یہ ہے کہ ورلڈبنک اور امریکہ نے انتہائی دباؤ ڈال کر ہماری حکومت کو اس پر مجبور کر دیا کہ وہ نجم سیٹھی صاحب کو رہا کریں۔ ہماری حکومت کو انہوں نے بالکل صاف شفاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہم ایک پیسہ بھی نہیں دیں گے۔ ہماری طرف سے آپ کے لئے جو بھی مراعات ہیں وہ سب کی سب سلب کرلیں گے اگر آپ اس بندے کو رہا نہیں کریں گے۔ اہل اقتدار صاحبان فرما رہے تھے کہ چونکہ وہ ملک دشمنی میں ملوث پایا گیا ہے، ملکی سلامتی کے خلاف انہوں نے بیانات دیئے ہیں اور ملک کے خلاف سرگرمی میں وہ باقاعدہ ملوث پائے گئے ہیں اور یہ انتہائی سنگین قسم کا جرم ہے اور ملک کی سلامتی کے خلاف انہوں نے سنگین اقدامات اٹھائے ہیں 'لہذا' ان کا کیس انتہائی احساس قسم کا ہے۔

میاں صاحب تقریباً دو سال سے جہاں بھی جاتے ہیں ایک ہی بیان دیتے ہیں کہ اب آئندہ کے لئے پاکستان کے فیصلے اسلام آباد ہی میں ہوں گے۔ جناب! ہماری ناک تو پہلے سے ہی کٹی ہوئی ہے کہ ہم نے عامل کانسی کو ان کے حوالے کر دیا، یوسف رمزی کو ان کے حوالے کر دیا۔ یہ بندہ واقعتاً اگر ان کا ہے تو پھر یقیناً ان کے لئے کام کر رہا ہو گا۔ اگر ان کا نہیں ہے تو چند دن پہلے جو الزامات لگا رہے تھے کیا وہ صحیح ہیں یا آج جو میری شنید ہے یا میری معلومات ہیں وہ صحیح ہے کہ انہوں نے انتہائی دباؤ ڈال کر، ان کو توڑ مروڑ کر ان سے اپنا بندہ رہا کروایا ہے۔ کیا اس کے بارے میں ہمارے اہل اقتدار

صاحبان کچھ فرمائیں گے کہ واقعتاً پاکستان کے فیصلے اسلام آباد میں ہوا کریں گے؟

دوسرے بھی صحافی گرفتار ہیں۔ آفریدی بھی گرفتار ہے، حسین حقانی بھی گرفتار ہے۔ اب تو پاکستان کو ماشاء اللہ "قیدستان" بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے بھی تو گرفتار ہیں وہ کیوں رہا نہیں ہو رہے جب کہ یہ رہا ہوا ہے۔ دوسروں پر اس قسم کا الزام بھی نہیں ہے۔ اس پر الزام بھی انہوں نے خود لگایا۔ اب بغیر عدالت کے، بغیر کیس کے، بغیر کسی قانون کے اسے رہا کر دیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین : کیوں میاں صاحب ! would you like to throw some light on it. آپ اس پر کچھ کہیں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب والا! اس بارے میں پتہ کروں گا کہ آیا وہ رہا کیا گیا ہے یا نہیں۔ لیکن میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نہ کسی شخص کو کسی کے pressure کے تحت گرفتار کیا جاتا ہے اور نہ کسی شخص کو کسی کے pressure کے تحت چھوڑا جاتا ہے۔ اگر قانون کے مطابق اس کا حق ہو گا تو اس کو چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر قانون کے مطابق حق نہیں ہوگا تو اسے نہیں چھوڑا جائے گا۔ یہ حکومت کی پالیسی ہے اور اسی پر ہم عمل کریں گے۔

جناب چیئرمین : جی حافظ فضل محمد صاحب، ذرا چھوٹی بات کریں۔

حافظ فضل محمد : جناب ! میں میاں صاحب کو اس ایوان کے سامنے challenge کرتا ہوں۔ یہ ثابت کروں گا کہ انہوں نے ان کے دباؤ پر اسے رہا کر دیا ہے۔ اگر میں یہ ثابت نہ کر سکا تو میں استعفیٰ دوں گا ورنہ وہ استعفیٰ دے دیں۔ اس کے لئے وہ تیار ہو جائیں۔ ہم یہ ثابت کر دیں گے۔ یہ غلط بیانی کر رہے ہیں اس ایوان کے سامنے۔

جناب چیئرمین : جی یٰسین وٹو صاحب۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو : جناب چیئرمین ! ان کے علم میں یہ ہونا چاہیے کہ ثبوت کے لئے بہت سی شہادت کی ضرورت ہوتی ہے۔ سنی سنائی بات کو تو کوئی شہادت تسلیم نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین : جی شفقت محمود صاحب۔

جناب شفقت محمود : جناب چیئرمین ! میں صرف اس سے منسلک ہی وزیر صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا تھا اور یہ واقعات تھوڑے سے جاننے ضروری ہیں کہ یہ رہائی والی بات کس

طرح ہے؟ کیونکہ واقعی یہ درست ہے کہ آج اٹارنی جنرل نے سپریم کورٹ میں یہ بیان دیا ہے کہ ہم نجم سیٹھی کو رہا کر رہے ہیں اور جو ایف آئی آر اس کے خلاف تھی وہ ہم cancel کر رہے ہیں یعنی کہ وہ ختم ہو رہی ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو الزامات حکومت نے نجم سیٹھی پر لگائے تھے اس ایف آئی آر میں 123/A, 124/A وغیرہ وغیرہ اور اس کے علاوہ یہاں پر ہاؤس میں مختلف وزراء کرام نے اور اس حد تک کہ وزیراعظم نے اپنے بیان میں کہا، ان سب چیزوں کو، اس وقت جب یہ کہا کہ ہم ایف آئی آر کینسل کر رہے ہیں، انہوں نے withdraw کیا۔ اب رہ گیا جناب! دوسرا معاملہ۔ اس کے بارے میں شاید کوئی اندرونی خفیہ قسم کی اطلاع حافظ صاحب کو ہو گی؛ لیکن ایک بات تو بڑی خاص اور عیاں ہے کہ جو الزامات انہوں نے نجم سیٹھی پر لگائے، ان کی بنیاد بحیثیت مجموعی آزادی صحافت کو دبانا تھا اور اس میں وہ کچھ لوگوں کو مثال بنانا چاہتے تھے۔ اب کل پرسوں ہی کی بات ہے کہ 35 لوگوں کی ایک لسٹ شائع ہوئی ہے۔ جناب! میں اس کا صرف ضمناً حوالہ دے رہا ہوں، وہ اقبال حیدر صاحب raise کریں گے۔ اس سب کا ایک مقصد تھا، یہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا جس میں پریس کو دبانا تھا۔ اس قسم کے الزامات انتہائی زیادتی ہے کہ کسی محب وطن شہری اور ایک ایڈیٹر پر ایسے الزامات لگائے جائیں اور پریس پر مسلسل ایک مہینے تک آتے رہیں۔ اس دوران آئی ایس آئی کو investigate کرنے کے لئے دیا تو انہوں نے کہا کہ کوئی charge اس پر نہیں بنتا۔ تو باقی جو اور چیزیں بیچ میں لگائی جا رہی ہیں: میں صاف بات کرتا ہوں کہ کسی کو غدار کہنا بہت ہی آسان بات ہے، جو اپنا دشمن نظر آئے اس کو غدار کہہ دو، جو پسند نہ آئے، ہر قسم کی کالک اس کے منہ پر مل دو۔ اس کے بعد، پندرہ بیس دن کے بعد، مہینے کے بعد ثابت ہو جائے، دو مہینے کے بعد ثابت ہو جائے کہ یہ سب تو جھوٹ تھا اور پھر اس وقت اپنے ان الفاظ کو واپس نگل لو: میں اب کیا کہوں کہ کیا چیز نگل لو، جو باہر نکالا تھا اس کو نگل لو، چاٹ لو اس کو۔ لیکن ایک آدمی کو ایک دو مہینے تک، چار مہینے تک، چھ مہینے تک، کیونکہ میں ایک آدمی کی بات نہیں کر رہا ہوں، اذیت دی، اس کے خاندان کو خراب کیا، اس کو دنیا میں رسوا کرنے کی کوشش کی گئی۔ تو ان کا مقصد تو ان کی رسوائی کرنے کا تھا سزا دینا ہی مقصود تھا۔ جب سزا دی تو پیچھے کیا رہ گیا۔

جناب چیئرمین: سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chairman. I am really deeply disturbed and it's a matter of extreme concern for the whole nation that at this

crucial juncture when country is faced with a threat from enemy No. 1, India, when we need goodwill and good reputation of Pakistan, this Government is hell-bent upon tarnishing image of Pakistan by harassing and victimizing the press. Now, the latest is; after the spate of terrorism against the press that they had unleashed early this year, first against "Jang", then against Ahmed Shah Afridi, then against M. A. K. Lodhi, then against Hussain Haqqani, then against Najam Sethi, now the Government has prepared a hit list of 35 very prominent journalists of this country as it is reported in today's "Dawn". It is a matter of grave concern. What is this government upto, tarnishing the image of Pakistan, damaging our reputation that there is no freedom enjoyed by anybody what are they proving to the world at large. The Washington based committee to protect journalists has issued a condemnation against Pakistan that Government has prepared a hit list of 35 prominent journalists as reported in today's "Dawn".

This list includes names: Irshad Ahmad Haqqani------

جناب چیئرمین: سارے نام پڑھنے کی ضرورت نہیں ۔ لوگ اخباروں میں نام پڑھ لیں گے۔یہ سارے نام اخباروں میں دیئے ہوئے ہیں۔

سید اقبال حیدر: "ڈان" کے ضیاء الدین صاحب ہیں' جناب میں سارے نام نہیں پڑھ رہا۔ میں تو آپ کو یہ باور کرانا چاہ رہا ہوں کہ انتہائی قابل احترام اور جن کی بڑی integrity ہے' جن کا اپنا مقام ہے' stature ہے' ان جرنلسٹوں کی ہٹ لسٹ بنائی گئی ہے تا کہ ان کو ہراساں کریں' ان کو victimise کریں' ان کو گرفتار کریں' انہیں ڈرائیں اور دھمکائیں ۔ ان مکروہ اقدامات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے گورنمنٹ نے' وٹو صاحب! نے ایک سیل بنایا ہے' آپ کی حکومت نے ۔ آپ کیا کرنا چاہ رہے ہیں اس ملک کے ساتھ جبکہ سرحدوں پرہمیں خطرہ ہے۔ آپ سچ بولنے والوں کے ساتھ انتقامی کارروائی کریں گے تو پاکستان کا نہ صرف image اور reputation خراب ہو گی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ پاکستان میں سچ بولنے کی اجازت ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: اقبال حیدر صاحب! آپ نے issue raise کر دیا ہے۔ یہ مشاہد حسین صاحب کو convey کر دیں تا کہ وہ اس پر کوئی بیان دینا چاہیں تو دے دیں۔

سید اقبال حیدر: جناب! یہ بہت ہی سنگین معاملہ ہے۔ صحافیوں پر ایک سنگین حملہ کیا جا رہا ہے۔ جناب! بیان یہ دیں کہ سیل کیوں بنایا ہے آپ نے اور صحافیوں کو کب تک اس طرح ہراساں کرتے رہیں گے۔ میں اس پر سخت احتجاج کرتا ہوں۔ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی۔ بہت مہربانی۔ Half an hour is over. جی۔ Let us proceed to the next item.

سید اقبال حیدر: وٹو صاحب کچھ بول رہے ہیں جناب۔

جناب چیئرمین: وٹو صاحب یہی کہیں گے کہ مشاہد حسین صاحب جواب دیں گے۔

میاں محمد یٰسین خان وٹو: میں مشاہد حسین صاحب کو اس بارے میں آگاہ کروں گا اور مجھے یوں محسوس یوں ہوتا ہے کہ جو کچھ فاضل دوست بتا رہے ہیں کہ " یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہو گی۔ واضح طور پر حکومت کی جانب سے جواب مشاہد حسین صاحب دیں گے اور کل ہم جواب دینے کی کوشش کریں گے۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ کا وہ سندھ کا مسئلہ------

میاں رضا ربانی: جناب! اتنی دیر میں تھوڑا عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: جی فرمائیے۔

میاں رضا ربانی: اقبال حیدر صاحب نے جو بات اٹھائی ہے' it is very important and I would like to inform the House that being the Chairman of the Standing Committee on Information, tomorrow at 2.30, we have a meeting of the Information Committee and I would like to inform the House that this will be agenda item No.1 which the Committee will take notice on.

جناب چیئرمین: OK. اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ Item No. 3, Report جناب آفتاب

شیخ صاحب، نہیں ہیں۔ Item No.4, Anwar Bhinder Sahib.

چوہدری محمد انور بھنڈر ، وہ اس وقت بیٹھے ہوئے نہیں ہیں، اگر اجازت ہو تو پڑھ دوں کیونکہ میں ممبر ہوں اس کمیٹی کا۔

جناب چیئرمین، پڑھ دیں۔

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Sir, I beg to present report of the Functional Committee on Government Assurances regarding the implementation of the assurances given by the Government on the floor of the House.

Mr. Chairman : The report stands presented. No.4.

MOTION UNDER RULE 171

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : Sir, I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in the presentation of the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997] be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Anwar Bhinder under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that delay in the presentation of the Report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997] be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : Item No. 5.

Ch. Muhammad Anwar Bhinder : I beg to present the report of the standing Committee on the Bill further to amend the Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) Act, 1975 [The Suppression of Terrorist Activities (Special Courts) (Second Amendment) Bill, 1997].

Mr. Chairman: The report stands presented.

وہ سندھ کا motion move کر دیں۔

Mian Raza Rabbani: Suspension of the rules sir.

جناب چیئرمین۔ جی کر دیں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب۔

جناب چیئرمین۔ موشن کہاں ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I have it.

جناب چیئرمین۔ جی فرمائیے جی۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move under Rule 236 of the Rules of Procedure and Condut of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rules 22, 26, 27 and 120 be dispensed with and a motion under Rule 194 be taken into consideration at once.

Mr. Chairman: It has been moved by Mr. Raza Rabbani under Rule 236 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the requirement of Rules 22, 26, 27 and 120 be dispensed with to enable the House to take up the motion under Rule 194 regarding the Sindh Situation.

(The relevant Rules stand suspended)

جناب چیئرمین۔ جی motion move کر دیں۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move the motion under Rule 194 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, that the Senate to discuss the situation arising out of the Cyclone that swept coastal areas of Sindh.

جناب چیئرمین۔ The motion stands moved. اور اب اس پر تقریر کا کیا طریقہ کار ہو گا؟

Mian Raza Rabbani: Sir, I will open.

جناب چیئرمین۔ اچھا' مجھے نام دے دیں اور time کتنا رکھیں گے۔ دیکھیں وقت تھوڑا ہے۔ میرے خیال میں اعتزاز صاحب give a suggestion on this.

چوہدری اعتزاز احسن۔ لسٹ آپ کو دے دیتے ہیں' speakers کم رکھیں گے' ہم اتنے زیادہ نہیں رکھیں گے۔

جناب چیئرمین۔ اچھا۔ اگر آپ مجھے لسٹ دے دیں تو کتنا time مناسب ہو گا۔ میرا خیال ہے۔ جی 15 minutes ہیں تو پھر یہ مہینہ نہیں ختم ہو گا۔ مجھے یہ بتا رہے ہیں کہ rule کے اندر دس منٹ لکھا ہوا ہے تو let's proceed کہ دس منٹ۔ ہاں جی atleast کوشش کریں۔ میرے خیال میں اگر اس طرح ہو جائے اعتزاز صاحب! کہ ہر پارٹی سے' آپ کی پارٹی بڑی ہے اس سے دو تین ہو جائیں باقی سے ایک ایک ہو جائے۔ ادھر سے دو تین ہو جائیں۔

چوہدری اعتزاز احسن۔ شاہ صاحب کریں گے اور تاج حیدر۔

جناب چیئرمین۔ چلیں آپ organize کر لیں تو we can start with Mr. Raza Rabbani رضا ربانی صاحب۔

میاں رضا ربانی۔ جناب چیئرمین صاحب! I would just like to bring it......

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ نہیں، نہیں۔ آپ تو اپنی پارٹی ہیں. you are a party by yourself.

Mian Raza Rabbani: Sir, he is on the MQM ticket sir.

جناب چیئرمین۔ آپ بذات خود پارٹی ہیں، آپ کو وقت ملے گا آپ فکر نہ کریں۔

میاں رضا ربانی۔ جناب MQM کے ٹکٹ سے ہیں، بذات خود کون سی پارٹی ہوتی ہے۔

Mr. Chairman: He is MQM Aali Group.

میاں رضا ربانی۔ ایم کیو ایم باغی گروپ۔

جناب چیئرمین۔ عالی گروپ، عالی گروپ۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I would like to submit that motion move ہوا ہے this is backed by the combined Opposition جس میں ANP, BNM, JUI, MQM, JWP and PPP they are all signatories to this motion sir.

جناب چیئرمین۔ میاں صاحب! آپ بھی اپنے speakers کی لسٹ دے دیں، ادھر سے بھی مجھے دے دی جائے۔ نئے نام تو دے دیں پھر اس کو میں organize کر لوں گا تاکہ مجھے پتا ہو کہ کتنے لوگوں نے بولنا ہے۔ اس کے مطابق میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اتنے لوگ ہیں، آپ مہربانی کریں۔ جی رضا ربانی صاحب۔

DISCUSSION ON THE SITUATION ARISING OUT OF CYCLONE IN THE COASTAL AREAS OF SINDH.

Mian Raza Rabbani: Thank you sir,

ڈاکٹر صاحب! ذرا بیٹھ جائیں گے۔ جناب چیئرمین صاحب!

I am grateful to you for having given this opportunity to speak on a motion which has two aspects to it and each aspect is more important than the other. The first aspect is the aspect of human suffering, the aspect of the callous

response of the Federal Government.

And the second aspect of the cyclone is, the message, the political message that this event has sent or is sending to the smaller federating units and in particular to the province of Sindh, with regard to their share, not only in power, not only in natural resources but in regard to being treated as equal citizens of the federation.

At this stage sir, I would like to draw the government's attention to a fact of history and remind them that wise are those governments and wise are those rulers who take a heed and learn from the lessons of history. When we go back to Pakistan's turbulent political history, we find that in May or June, 1970 , a similar type of cyclone with grave risk and misries to the people of East Pakistan, at that time as it was, befell East Pakistan and there was a poor response once again from the federal government. And that poor response from the federal government at that time heightened and set into motion a feeling of great deprivation in the people of East Pakistan and the mechanism that was then released, the forces that were then released saw a tragic end.

Here, once again, round about the same time in season, a cyclone has hit the southern belt of Sindh and the message once again emanating out of Islamabad is essentially the same, sending ripples once again through the spine and body politics of the federating units, the smaller federating units as to their share in the federation itself.

Mr. Chairman, on the factual aspect of this question, the question is that the government was fully aware that the cyclone is coming, for the simple reason that the international media was giving it in the press for the last so many days that coming from the western coast of India, it is going to hit the southern

coast of Pakistan. India took precautionary measures. India evacuated its people but despite this warning of the international media, this government paid no heed But then, it is not only the question of the international media sir, but I would like to rely on two newspaper reports in which the Met. Office itself, had said that we had informed the government well in advance that a cyclone was coming and yet the government took no heed and this is a report sir, in the 'Nation' dated 1-6-1999 in which the Met. Director Anjum Bari has said " but neither the people nor the government seem to take seriously the situation".

Then, there is a report of the 'DAWN' in which the local Meteorological office released the information about the impending cyclone in as much in an insignificant manner and then he goes on, "on the contrary, administration of Thatta and Badin did nothing and were sleeping till Friday morning taking the prospects of cyclone so lightly", and it goes on. This is "The news" of 31st May, 1999 Sir, therefore, the Government was fully aware that the cyclone was coming but yet it did not inform the people of Sindh, of lower Sindh, of southern Sindh and it kept sleeping. So. what was the consequence. The criminal consequence of the neglect of the Government, the deliberate and premeditated neglect of the Government resulted in perhaps the gravest human tragedy that Pakistan has seen in its 5o years. Sir, it is unfortunate that due to this neglect of the Government, over a thousand people in the cyclone affected areas have been killed . Over 10 thousand people are untraceable and are still missing till today. About 18 hundred fishing boats are still missing in the sea and in the creeks. There has been nobody who has gone out to look for those boats or the occupants of those boats. Over between two and two and a half lac acres of agricultural land today is under sea water. Standing agricultural crops have

gone to waste and stand totally damaged. Towns and villages along the coastal belt have been totally wiped out and I will be giving you figures of the deaths in villages. I will be giving you examples.

کہ کس طرح لوگوں کے سامنے، ماؤں کے سامنے ان کے معصوم بچے مارے گئے۔ خاوندوں کے سامنے ان کی بیویاں ڈوبیں۔ بچوں کے سامنے ان کے والدین کو پانی بہا کر لے گیا۔

یہ سب اس چیز کا نتیجہ ہے اور وفاقی حکومت ہی اس کی مجرم ہے۔ کیونکہ میرا صوبہ گورنر رول کے تحت ہے۔ میرا صوبہ براہ راست اسلام آباد کے نیچے ہے۔ میرا صوبہ براہ راست نواز شریف چلا رہا ہے۔ میرے سندھ کے لوگوں کا بدین کی ہلاکتوں کا مقدمہ براہ راست وفاقی حکومت پر بنتا ہے کہ اس نے کس طرح مجرمانہ خاموشی اختیار کر کے سندھ کے اس علاقے کے لوگوں کو تباہی کے کنارے پر لا کر کھڑا کیا اور نہ صرف تباہی کے کنارے پر لا کر کھڑا کیا بلکہ اس کے بعد جو رویہ اپنایا گیا۔ اس کے بعد جس طرح سٹیٹ کنٹرولڈ میڈیا نے اس مسئلے کو دبانے کی کوشش کی اس کے باوجود کہ اتنی تباہی وہاں پر پھیلی، یہ وفاقی حکومت کا کارنامہ ہے۔ جناب! میں اس بات کی تفصیل میں جاؤں گا کہ کس طرح ساز اور سازینے بجائے جا رہے تھے جب سندھ کے اندر لاشیں اٹھائی جا رہی تھیں۔ یوم تکبیر منایا جا رہا تھا۔ کیا سندھ وفاق کا حصہ نہیں ہے؟ کیا بدین کے بسنے والے وفاق کے ممبر نہیں ہیں؟ کیا اگر ان کے گھر میں فوتگی ہو، کیا اگر بچوں کے سر سے ان کے والدین کا سایہ اٹھ جائے تو یہ جائز ہے کہ اسلام آباد کے اندر جشن منایا جائے؟ کیا سندھ کی بربادی کا یہ جشن منا رہے تھے۔ جناب چیئرمین! یہ باتیں کی جائیں گی لیکن اگر آپ میرے تخمینے پر بھی بھروسہ نہیں کرتے تو گورنمنٹ کا اپنا تخمینہ دیکھ لیجیئے کہ وہ کیا ہے؟ نیشن کے اندر یکم جون کو شائع ہوا اور

this was stated by Ajmal Sheikh, Director Emergency Relief Cell in a Seminar, this is what he says, a total of 63,000 houses damaged. 400,000 acres of crop area affected, 34,000 houses destroyed and over 700,000 people were adversely affected. Even if you don't go by my figures and you go by the very low figures that the government has given, that in itself is enough. Sir, this incident was expected to have been declared a national calamity which was not done. So, the matter does not end here. The matter goes on further.

Mr. Chairman: I think, now please wind up.

Mian Raza Rabbani: Sir, five minutes more. This is a very important matter. Sir, the matter does not end here. Prime Minister Sahib

جاتے ہیں، سندھ اور اس علاقے میں جاتے ہیں جہاں پر cyclone سے کوئی affect نہیں ہوا

to add insult to the injury of the people of Sindh and what does he announce, 50 million rupees. 50 million rupees for the greatest national calamity and then after two days, he visits again another area which has not been affected by the cyclone and what did he do? He does not release that 50 million. When he goes for the second time, that 50 million has not been released. The people of Sindh are still without relief. But when he goes the second time he says, "Alright. I release 500 million", but 500 million also till today has not been released by the Federal government. The Governor of Sindh is crying hoarse, the army involved in the relief operations is crying hoarse that we do not have the required funds, how can we undertake relief operations?

اور وہاں صورت حال relief operations کی یہ ہے کہ سندھ کے عوام 500 million کو outrightly
reject کرتے ہیں۔ ہم حکومت سے یہ demand کرتے ہیں کہ کم از کم 5 billion rupees کا
Sindh people relief package کو دیا جائے ۔ جناب چیئرمین ! look at the ridiculous figure,
dead کے لئے ایک لاکھ روپیہ، جبکہ عام حالتوں میں تین لاکھ جاتا ہے۔ یہ امتیازی سلوک ہے پنجاب کے
اندر oil tanker کی deaths ہوتی ہیں تو دو لاکھ روپے کا اعلان ہوتا ہے۔ سندھ کے اندر ہزاروں کی
تعداد میں لوگ مرتے ہیں ایک لاکھ کا اعلان ہوتا ہے کیا سندھ کے لوگ دوسرے درجے کے شہری ہیں۔

Look at the ridiculousness in the compensation figures. Cow, buffalo, camel, Mr. Chairman, you will be shocked the compensation amount for them is one thousand rupees. Janab Minister Sahib, keep this benevolence with you, the people of Sindh are not out with the begging bowl ہم وفاق کے اندر اپنا حق مانگ رہے

ہیں۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں۔ ایک ہزار روپیہ دیتے ہیں' ایک ہزار روپے کا تو مرا ہوا بکرا بھی نہیں ملتا' آپ کیا دے رہے ہیں؟ Buffalo اور cow اور اونٹ کی compensation ایک ہزار روپیہ دے رہے ہیں۔ جناب ! the areas that are affected are, کیٹی بندر' گھوڑا باری' گھارو چاند' شاہ بندر' جاتی' گلانچی اور بدین کے حصے ہیں۔ ان ایریاز کو calamity affected areas declare کیا گیا۔ یہ بات سمجھ میں نہیں آئی اور میں چاہوں گا کہ وزیر صاحب اس بات کو نوٹ کریں اور اپنے صوبائی اہلکاروں سے کہیں کہ گھوڑا باڑی کا جو علاقہ ہے اس کو exclude کیا گیا ہے calamity affected areas سے جبکہ وہاں پر banana اور پان کی بڑی crop ہوتی ہے اور وہ ساری کی ساری crop affect ہوئی ہے۔ تو میں ان سے یہ request کروں گا کہ یہ وہاں یہ کہیں کہ گھوڑا باڑی کا جو تعلقہ ہے اس کو calamity affected area کے اندر شامل کیا جائے۔ Mr. Chairman, I am not going to take your patience very long. آپ کو جو فگرز میں نے دی ہیں' میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایسے ایسے گاؤں اور دیہات ہیں جہاں پر پوری کی پوری families ختم ہوگئیں۔ جناب چیئرمین! ایک دو گاؤں ہیں۔ عبدالرحیم ڈنڈھل' بشیر ڈنڈھل' یہاں پر ۱۲۰ لوگوں کی deaths ریکارڈ کی گئیں۔ پھر جناب چیئرمین صاحب! اسماعیل سمیجو ایک گاؤں ہے۔ وہاں پر ۱۰ لوگوں کی deaths ریکارڈ کی گئیں۔ نور محمد چاکر ایک گاؤں ہے۔ وہاں پر ۱۵' ماموں میہ میں ۱۶' اس طرح ایک لمبی فہرست ہے۔ گاؤں کی' شہروں کی' علاقوں کی' قصبوں کی جہاں پر پورے کے پورے گھرانے ختم ہو گئے اور جناب چیئرمین! ریلیف کا نام نہیں' لوگوں کو کھانا نہیں' لوگوں کو پینے کا پانی مہیا نہیں' لوگوں کو جو marooned areas میں تھے' ان کو چار چار' پانچ پانچ دن تک کوئی rescue کرنے نہیں گیا۔ ہیلی کاپٹر گزرتے تھے تو لوگ اوپر دیکھتے تھے۔ لیکن ہیلی کاپٹر گزر جاتے تھے۔ جناب چیئرمین! میں آپ کو بتا نہیں سکتا کہ وہاں کا منظر کیا تھا۔ شاہ صاحب کو یاد ہوگا جب ہم وہاں سے گزر رہے تھے تو جناب چیئرمین صاحب! حالت یہ تھی کہ چھوٹے معصوم بچے' چھوٹی معصوم بچیاں سر اور پیر سے ننگے سڑک کے کنارے پر کھڑے ہوئے کوئی قافلہ شہر سے آتے ہوئے دیکھ کر اپنی جھولیاں یوں اٹھاتے تھے کہ ان جھولیوں کے اندر خدا کے لئے کھانے کی کوئی چیز ڈال دو' ہم کتنے دنوں سے بھوکے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے پوچھتا ہوں اور میں آپ سے اس لئے پوچھتا ہوں چونکہ میں یہ حال دیکھ کر آیا ہوں' میں آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ آپ کے پیچھے جو تصویر لگی ہے' کیا قائد نے جو وفاق سوچا تھا جناب چیئرمین! کیا او اے وفاق سی کہ'

کیچڑ دے اندر کھبے اے بچے ہون

سر توں ننگے' پین لئی پانی نہیں

کھان لئی روٹی نہیں'

ماواں تے دھیاں سر تے پنڈیوں ننگیاں

اپنے مرداں لئی دہائی پاون' وین پاون'

لیکن ایتھے بتیاں ٹمٹماون' ایتھے رقص تے موسیقی دیاں محفلاں وجن'

جناب! یہ کونسا انصاف ہے ۔ سندھ کے لوگوں نے کونسا ظلم کیا تھا' اگر وفاق کا حصہ بننا' وفاق کے ساتھ وفاداری نبھانا ہی ان کی خطا ہے تو وہ یہ خطا کرتے رہیں گے کیونکہ وہ وفاق پر believe کرتے ہیں ۔ لیکن آپ جو message سندھ اور دوسرے چھوٹے صوبوں کو بھیج رہے ہیں وہ ایک بڑا خطرناک message ہے اور یہ ایسی forces کو unleash کرے گا جس کے سامنے یہ تمام چیزیں irrelevant ہو جائیں گی ۔ آخر میں' میں جناب چیئرمین! آپ کے توسط سے حکومت سے ایک بار پھر یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ relief operation کو فوری طور پر war footing پر تیز کیا جائے اور پانچ بلین روپے کی گرانٹ فوری طور پر سندھ کے لئے اعلان کی جائے ۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ ۔ راجہ اورنگزیب صاحب۔

راجہ اورنگزیب ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! ہمارے اس جانب کے دوستوں نے بڑی لمبی چوڑی تقریریں کیں ۔ اور بڑے فلمی طریقے سے ڈائیلاگ بولے۔

(مداخلت)

راجہ اورنگزیب ۔ جناب! جب یہ بول رہے تھے تو ہم نے خاموشی سے سنا ۔ بات سن لیں۔

جناب چیئرمین۔ فلمی کا لفظ نہ استعمال کریں ۔ کوئی اور کرلیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ یہ ایک اہم موضوع ہے ۔ دیکھیں بھئی آپ کی تقریر خاموشی سے سنی گئی ہے ۔ آپ بھی خاموشی سے سنیں ۔ یہ کوئی طریقہ تو نہیں ہے ۔ یہ ایک اہم معاملہ ہے ۔ ہر ایک کو خاموشی سے سننا چاہیے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ پلیز' پلیز' پلیز ---دیکھیں اتنا اہم issue ہے ۔ رضا صاحب' میرا خیال ہے

آپ سب اس معاملے پر serious ہیں۔ خواجہ صاحب! خواجہ صاحب! دیکھیں تشریف رکھیں۔ آپ بیٹھیں، میں ان کو بٹھاتا ہوں۔ پلیز --- پلیز ---

(مداخلت)

Mr. Chairman: Khawaja sahib, I thought you are all serious about this issue.

خواجہ صاحب! آپ بیٹھیں۔ میں ان کو بھی بٹھاتا ہوں۔ Please آپ بیٹھیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ رضا صاحب! دیکھیں اتنا important issue ہے اور اتنا شور ہنگامہ، آپ بات سنیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ Please, please, بیٹھیں ۔ ڈاکٹر صاحب! I don't expect your behaviour like this. بھئی! کیا ایک لفظ سے اتنی بات---

(مداخلت)

جناب چیئرمین ۔ بھئی کیا ہو گیا ہے آپ لوگوں کو، ایک issue ہے which is human tragedy. ڈاکٹر صاحب! please تشریف رکھیں۔ جی راجہ صاحب! اپنی بات کریں۔

راجہ اورنگ زیب۔ ہم حقائق پیش کریں گے۔ اگر غلط بات ہے تو اس پر آپ کھڑے ہو کر جواب دیں۔

جناب چیئرمین۔ جی ہاں بڑا important human issue ہے۔ فرمائیے راجہ صاحب۔

راجہ اورنگ زیب ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ طوفان جو سندھ میں رونما ہوا ہے ------

(مداخلت)

Mr. Chairman: Please, please, for God's sake.

ڈاکٹر صاحب! کوئی ایسی گرمی کی بات نہیں ہے۔ جی راجہ صاحب، کوئی اشتعال والی بات نہ کریں، آرام

سے بات کریں۔

راجہ اورنگ زیب۔ سندھ میں جو حالیہ طوفان آیا ہے اور اس میں جو جانیں ضائع ہوئیں اور جو نقصان ہوا ہے وہ سندھ کا نقصان نہیں ہے ' وہ ٹھٹھہ اور بدین کا نقصان نہیں ہے ' وہ حیدرآباد کا نقصان نہیں ہے' وہ پوری قوم اور پاکستان کا نقصان ہے۔ جناب والا! یہ طوفان جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا اس میں کسی انسان کا ' کسی سربراہ مملکت یا سربراہ حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے ۔ یہ نازل ہوا تو ہمارے ملک کے سربراہ ' ہمارے قائد محمد نواز شریف صاحب نے اپنی تمام مصروفیات ترک کر کے فوری طور پر اس متاثرہ علاقے کا-----

(مداخلت)

جناب چیئرمین۔ آپ کی جب باری آئے گی تو آپ بات کرلیں۔ Please بیٹھیں ' اس طرح کام نہیں چلے گا۔ If you don't want to hear تو پھر میں اس debate کو ختم کرتا ہوں۔ I thought you were serious about this debate, you want to bring it up on the agenda. اب جب بات ہونی ہے تو you don't want to hear it. جی راجہ صاحب۔

راجہ اورنگ زیب۔ جناب انہوں نے اپنی تمام سرکاری اور نجی مصروفیات ترک کر کے فی الفور متاثرہ علاقوں کا فضائی اور زمینی دورہ کیا۔ وہ وہاں ان جگہوں پر بھی گئے جو پانی کی زد میں تھیں ' لوگ پریشان حال تھے اور وہ مدد کے لئے پکار رہے تھے۔ پرائم منسٹر صاحب نے فوری طور پر پاکستان آرمی ' پاکستان نیوی رینجرز ' ضلعی حکام اور سندھ حکومت کو حکم دیا کہ آپ فی الفور متاثرہ علاقے کو گھیرے میں لیں اور متاثرین کی فوری مدد کریں اور جو مدد وہ چاہتے ہیں حکومت اس کے لئے تیار رہے۔ اس سلسلے میں پورے پاکستان سے' اسلام آباد سے ' بلوچستان سے ' کراچی سے ' لاہور سے ' پشاور سے تمام جگہوں سے ادویات ' کپڑے ' کمبل' کھانے پینے کی اشیاء ٹرکوں کے ذریعے وہاں پر بھجوائی گئیں۔

جناب والا: ہمارے وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے ان متاثرہ علاقوں کا ایک بار نہیں باربار دورہ کیا ۔ اورضلعی انتظامیہ کو انہوں نے ہدایت جاری کیں کہ یہاں پر اگر کسی ایک متاثرہ آدمی کے ساتھ زیادتی ہوئی تو وہ زیادتی نواز شریف کے ساتھ ہوگی' وہ زیادتی حکومت پاکستان کے ساتھ ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ یہ نکلاکہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے وزیراعظم صاحب کے ان احکامات کی روشنی میں حکومت سندھ اورضلعی انتظامیہ نے فوری کنٹرول کیا اور پاکستان نیوی ' پاکستان آرمی کے جوان اور رینجرز

کے جوان اور ضلعی حکام موقع پر پہنچے، متاثرین کو انہوں نے نکالا، ان کو محفوظ جگہ پر پہنچایا، وہاں پر کیمپ لگائے گئے اور ان کو باقاعدہ treatment دی گئی۔ متاثرین کو باقاعدہ جگہ دی گئی اور کھانے پینے کی اشیاء مہیا کی گئیں۔

جناب والا، جب وزیراعظم میاں محمد نواز شریف صاحب وہاں پر گئے تو انہوں نے ضلعی حکام یا گورنر صاحب سے یہ نہیں کہا کہ میرا ہیلی کاپٹر فلاں گاؤں میں اترے گا۔ ان کو جو متاثرہ جگہ نظر آئی انہوں نے وہاں پر پائلٹ کو حکم دیا کہ آپ یہاں ہیلی کاپٹر اتاریں، وہ اترے اور ہمارے متاثرین بھائی، بہنوں اور بچوں سے وہ بذات خود ملے۔ ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ رکھا اور انہوں نے اعلان کیا کہ میرے متاثرین بھائیو! میں آپ کے ہر دکھ درد میں شریک ہوں۔ میں آپ کی ہر مصیبت میں شریک ہوں۔ لیکن یہ جو کچھ ہوا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے لیکن حکومت وقت کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے یہ میرے اولین فرائض میں شامل ہے کہ میں آپ کی جو خدمت ہوسکتی ہے وہ کروں اور اس ضمن میں انہوں نے گورنر سندھ کو حکم دیا کہ آپ ہر روز بذات خود یہاں پر آکر دورہ کریں اور یہاں کے متاثرین کو آپ فوری طور پر امداد فراہم کریں۔

جناب والا، جو اعداد و شمار میرے محترم بھائی رضا ربانی نے پیش کئے ہیں، میں ان کا بہت احترام کرتا ہوں، بہت پڑھے لکھے، اچھے سپیکر ہیں، اچھی انگریزی بول لیتے ہیں، اچھی اردو بول لیتے ہیں اور پنجابی میں بھی انہوں نے بڑے اچھے ڈائیلاگ بولے۔ میں ان کی قدر کرتا ہوں۔ وہ ہمارے سینئر دوست ہیں لیکن مجھے ایک بات کا افسوس ہے اور میں ایک جونیئر ہونے کی حیثیت سے ان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہماری بات بھی سنیں۔ آپ نے اپنی بات کی، آپ نے اعداد و شمار پیش کئے، ہم سنتے رہے ہیں، اچھے تھے، برے تھے، صحیح تھے، وہ سب جانتے ہیں لیکن ہم نے اس میں کوئی مداخلت نہیں کی لیکن آپ میں بھی کم از کم اتنا حوصلہ ہونا چاہیئے کہ آپ دوسرے بھائیوں کی بھی بات سنیں کہ اصل حقائق کیا ہیں اور یہ جو واقعہ cyclone کا ہوا ہے اس میں حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں۔ اس میں حکومت نے متاثرین کو کیا ریلیف دیا ہے۔ ان باتوں کا تو ان کو نہیں پتہ لیکن یہ صرف exploit کرتے ہیں۔ چونکہ مسلم لیگ کی حکومت ہے، اس کے قائد نواز شریف ہیں، وزیراعظم نواز شریف ہیں اور ایک معمولی سی بات کو انہوں نے ایشو بنا کر یہ ڈرامہ کیا۔ ہم جانتے ہیں، ہمیں افسوس ہے اس بات کا کہ مرنے والے ہمارے بھائی ہیں، مرنے والے ہمارے اس ملک پاکستان کے ہیں، مرنے والے سندھی نہیں ہیں۔ یہ بار بار سندھ کی بات کرتے ہیں۔ میں پاکستانی ہونے کے ناطے سے ان کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان میں

کوئی واقعہ خواہ کراچی کے کسی کونے کا ہو یا بلوچستان کا ہو یا سرحد کا ہو یا پنجاب کا ہو' اگر کسی جگہ بھی کوئی واقعہ ہوتا ہے تو وہ پاکستان کا ہے' پاکستان سب کا ہے۔ سندھ بھی پاکستان ہے' بلوچستان بھی پاکستان ہے' سرحد بھی پاکستان ہے' پنجاب بھی پاکستان ہے' اسلام آباد بھی پاکستان ہے اور قبائل بھی پاکستان ہیں۔ یہاں پر جو figures پیش کئے گئے ہیں' جو حکومت کی figures ہیں' ان سے مجھے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو concocted story بنائی گئی ہے میں اس سے قطعاً اتفاق نہیں کرتا۔

یہاں پر انہوں نے یوم تکبیر کے حوالے سے بات کی کہ یہ یوم تکبیر منا رہے ہیں۔ یہ خدا کا خوف کریں' یوم تکبیر کس کو کہتے ہیں۔ تکبیر ہے اللہ تعالیٰ کی طاقت۔ اللہ کی جو طاقت تھی اس نے اپنے بندوں پر یہ طاقت بھیجی ہے اور ہم اگر اس پر یوم تکبیر منا رہے ہیں تو یہ قوم کا ایک دن ہے جس کے حوالے سے آپ کی پہچان ہے' دنیا کے وہ ممالک جو پاکستان کا نام تک نہیں جانتے تھے' جن کو پاکستان کا پتا نہیں تھا اب ان کو بھی پتا ہے کہ پاکستان ایک ایٹمی طاقت ہے' پاکستان ایک nuclear power ہے اور اس کے سربراہ میاں محمد نواز شریف ہیں۔ یوم تکبیر منانے میں پوری قوم شامل تھی' اس میں کوئی ایک آدمی شامل نہیں تھا۔ یہ نواز شریف کا کوئی ذاتی کام نہیں تھا۔ پہلے کہاں کھڑی تھی اور پہلے پاکستان کہاں تھا اور اب 28 مئی کے بعد پاکستان کہاں ہے۔ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا ٹائم دیا۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ واقعہ اور طوفان پورے پاکستان بلکہ پوری انسانیت کے لئے افسوسناک ہے۔ اس سلسلے میں رضا ربانی صاحب نے جو کچھ کہا ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ میں اس میں اضافہ وقت کی تنگی کو مدنظر رکھتے ہوئے نہیں کرنا چاہتا۔ البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ حکومت سے مجرمانہ غفلت ہوئی ہے' اس میں شک نہیں۔ اس کے بعد سندھ کے ساتھ معاوضہ کے نام پر جو ذلت آمیز سلوک کیا گیا ہے' ان کی جو بے عزتی کی گئی ہے وہ بذات خود ایک واقعہ ہے۔ اس کی لاکھ کوئی تردید کرے' تردید نہیں ہو سکتی۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ جس علاقے کا ذکر کیا جاتا ہے کہ وہاں ہم نے وہ کیا' یہ کیا۔ آخری خبر یہ ہے کہ اس وقت بھی وہاں طوفان کا سا عالم ہے' جانور ڈوبتے ہیں اور ڈوبتے ہوئے اپنے آپ کو بچانے

کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اس کا مناسب علاج نہیں ہو رہا ہے' یہ بھی ایک حقیقت ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ وزیر اعظم ایسے علاقوں میں گیا جو طوفان سے متاثر تو تھے لیکن کم متاثر تھے اور مگر مچھ کے آنسو بہائے۔ اس نے تسلی کی بجائے سندھ کے عوام کے زخمی دلوں پر نمک پاشی کی ہے اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ آپ برداشت کریں۔ کس نے کہا؟ آپ حق بجانب ہیں' آپ کہہ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: پروفیسر صاحب! پلیز مداخلت نہ کریں۔ میری درخواست یہی ہوگی کہ مداخلت نہ کریں' یہ بزرگ ہیں ہمارے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: بہرحال گزارش ہے کہ میں کسی سے چھیڑ خانی نہیں چاہتا۔ میری تقریر میں اگر کسی نے مجھے چھیڑنے کی کوشش کی تو اس کی ذمہ داری خود اس پر ہوگی۔

جناب چیئرمین: میری درخواست یہی ہوگی کہ کوئی مداخلت نہ کرے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: تو پھر اجازت ہے کہ میں جواب دے دوں؟

جناب چیئرمین: نہیں' انہوں نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے ابھی درخواست کی ہے کہ کوئی مداخلت نہ کرے۔

جناب محمد اجمل خان خٹک: ہم بار بار گزارش کرتے ہیں کہ یہ دن چھیڑنے اور ایک دوسرے کو تنگ کرنے کے نہیں ہیں۔ حقائق کو تسلیم کرنے اور اس کا علاج نکالنے کے دن ہیں۔ یہ حقائق ہیں جن کا میں نے ذکر کیا لیکن سب سے بڑی بات جو سامنے آسکتی ہے وہ یہ ہے کہ موجودہ حکومت پاکستان کو تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیلنے کے لئے جس جنون' دھڑے' آمریت اور فسطائیت کے ساتھ کام کر رہی ہے' اس پر میں بحث نہیں کرنا چاہتا۔ سب سے خطرناک اس ملک کے لئے' وفاق کے لئے' ہم سب کے لئے یہ ہی نقطہ ہے۔ اگر کوئی چاہتا ہے کہ پاکستان مضبوط ہو' مستحکم رہے' باقی رہے' خوشحال ہو' آباد ہو' جیسے ہم چاہتے ہیں تو اس کی بنیادی کوشش یہ ہوگی کہ اس کی قومی حیثیت' ملکی حیثیت' قومی یکجہتی اور وحدت قائم رکھے۔ اس کے لئے وفاق کے تمام تقاضے پورے ہوں' حقیقی وفاق بنے۔

اس واقعہ میں جو مجرمانہ غفلت ہوئی ہے اور اس کے بعد جو زخموں پر نمک پاشی کی گئی ہے' سندھیوں کی جو ہتک ہوئی ہے' ان کے ساتھ جو ذلت آمیز رویہ اختیار کیا گیا ہے' جناب چیئرمین! کوئی

مانے یا نہ مانے، میں محکوم قوموں کے نمائندے کی حیثیت سے آپ کو بتادینا چاہتا ہوں کہ یہ جو کچھ ہوا ہے، یہ تعصب، تنگ نظری اور امتیازی سلوک کا سندھیوں کو احساس دلایا گیا ہے۔ آپ لاکھ کہیں کہ سندھی پاکستانی ہیں، آپ لاکھ کہیں کہ بلوچ پاکستانی ہیں، آپ لاکھ کہیں کہ سرائیکی پاکستانی ہیں، پنجابی پاکستانی ہیں، جب آپ کا عمل سوتیلی ماں کا سا ہو، جب عمل میں فرق ہو، اٹک کے اس پار اور ہو اس پار اور ہو اور، سلوک میں فرق ہو اور فرق کوئی ڈھکا چھپا نہ ہو اور یہ سلوک ہو جو آج سندھ کے ساتھ ذلت آمیزی کی شکل میں ہو رہا ہے تو آپ لاکھ کہیں کہ وہ ہمارے بھائی ہیں، لاکھ کہیں کہ وہ ہمارے پاکستانی بھائی ہیں، لیکن اس کا فائدہ کچھ نہیں ہو گا۔ جیسے رضا ربانی نے کہا، آپ تو یہ بھی کہتے تھے کہ بنگالی ہمارے بھائی ہیں، بلکہ بنگالیوں نے پاکستان بنانے میں جو خدمت کی ہے اس سے کوئی انکار نہیں کرسکتا لیکن آپ کے سلوک نے ان کو یہ درس دیا، یہ سبق سکھایا، یہ راستہ سکھایا کہ آج وہ ملک، اپنا ملک، پاکستان سے الگ ہوگیا ہے۔ سندھ کے آج کے واقعے کے ذریعے میں آگے بڑھنا نہیں چاہتا۔ آج طوفان کے آنے کے بعد حکومت کا ذلت آمیز سلوک اوور جو رویہ ہے وہ یہ سبق دیتا ہے، یہ پیغام دیتا ہے، یہ راستہ سکھاتا ہے کہ آپ پاکستانی نہیں ہیں۔ یہ تو ہماری محکوم قومیں ہیں۔ پاکستان کی محکوم قومیں وہ وفادار اور محب وطن ہیں بار بار ان کو یہ سکھایا جاتا ہے کہ ہم پاکستانی نہیں ہیں۔ میں سب کی طرف سے کہتا ہوں کہ جو آج کرسی پر بیٹھے ہیں، یہ نہیں رہیں گے ۔ محکوم قومیں پاکستان کو مضبوط کرنے، مستحکم کرنے اور خوشحال بنانے کے لئے موجود رہیں گی۔ یہ اپنی اپنی ڈفلی بجا کر ختم ہو جائیں گے، اپنے جرائم کی سزا پالیں گے۔ انشاء اللہ ہم اس ملک کو آباد رکھیں گے۔

جناب چیئرمین! سب سے یہ کہنا تھا کہ اس طوفان سے اس ملک کو جو سب سے بڑا تاثر ملا ہے وہ یہ ہے کہ سندھ کو پاکستان کا حصہ نہیں سمجھا جاتا۔ سندھ کے ساتھ وہ سلوک روا نہیں رکھا گیا ہے جو ایک پاکستانی علاقے اور عوام کے ساتھ ہونا چاہیے۔ جیسے کہا گیا کہ ایک بس کے حادثے میں تو سلوک اور ہوتا ہے اور اتنے عظیم طوفان میں اور ہوتا ہے تو آپ ان کی آنکھوں میں کیسے دھول جھونکیں گے۔ اس سے ان کو یہ سبق ملتا ہے کہ آپ میں اور ایک بڑے صوبے میں کافی فرق ہے۔ یہ نہایت خطرناک ہے اور یہ نہ صرف سندھ کے لئے بلکہ ہم محکوم قوموں کے لئے، پختونوں کے لئے، بلوچوں کے لئے، سندھیوں کے لئے، پنجاب کے عوام کے لئے، سرائیکیوں کے لئے ان کی آنکھوں میں انگلی ٹھونسنے کے برابر ہے۔ ان کو بتا دینا ہے کہ پاکستان صرف نواز شریف کے گرد چند افراد کا نام ہے جو کسی طرح سے ان کی بدولت یہاں تک پہنچ گئے ہیں، کوئی اسلام کا نام لے کر، کوئی کچھ اور نام لے کر پہنچ گئے ہیں، ان

کے لئے یہ ملک ہے ان کو یہ سبق سکھانا ہے۔ اس لئے اس واقعہ کو' جو انسانی واقعہ بھی ہے اور پاکستان کے عوام کے لئے افسوس کا مقام بھی ہے ۔ اس کے لئے میں ربانی صاحب کی تجویز کی تائید کرتے ہوئے کہوں گا کہ ان کو جو معاوضہ دیا گیا ہے وہ کم ہے ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی کہتا ہوں کہ حکومت کے لوگوں کے ذریعے یہ کام نہ ہو' وہاں کے لوگوں کی کمیٹی بنائی جائے' جرگہ بنایا جائے وہ بھی ایسے نہیں جیسے آپ کی خدمت کمیٹیاں' آپ کی فلاں فلاں کمیٹیاں ہیں۔ اگر آپ نے انسانیت کے لئے' پاکستان کے لئے' عوام کے لئے' انصاف کے لئے' خدا کے لئے' رسول کے لئے' دین کے لئے' صداقت کے لئے' عدل کے لئے کچھ کرنا ہے تو وہاں کے لوگوں کی کمیٹی کے ذریعے سے کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ آج کل دفاعی ضرورت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم رقابتوں' انتقاموں' صوبائی تعصبوں' مرکز کی طرف سے صوبائی تعصبوں کو بھول کر اپنا رویہ ٹھیک رکھیں' یہ نہیں کہ سندھ میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ یہ تکبر کو تکبیر کہتے ہیں' ہم سمجھتے ہیں' اس پر میں بات نہیں کرنا چاہتا۔ بہرحال میں کہنا چاہتا ہوں کہ حکومت کم از کم اس فضا میں یہ سلوک روا نہ رکھے' یہ عمل روا نہ رکھے اور اس ملک پر رحم کرے اور جیسے میں نے تجویز کیا کہ نہ صرف یہ کہ مدد بڑھائیں بلکہ مدد کے لئے کوئی اور راستہ اختیار کریں۔ انہی الفاظ کے ساتھ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ حاجی جاوید اقبال عباسی۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : ایک اس طرف سے ایک اس طرف سے' یہ ہاؤس ہے' کوئی فرق نہیں پڑتا' جب ڈیبیٹ شروع ہوتی ہے تو balance کرنا پڑتا ہے۔ یہ پارلیمانی روایات ہیں میری بنائی ہوئی نہیں ہیں۔ ایک ہی طرف سے سنتا جاؤں؟ دونوں طرف سے سننا پڑتا ہے۔ آپ ان کی بات سنیں وہ آپ کی بات سنیں گے۔ حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ ۔ موجودہ حالات میں اس مسئلے پر' جو وقت زیر غور ہے' یہاں پر بات چلی کہ یہ سندھ کا مسئلہ نہیں ہے۔ اسی طرح 1992 میں بھی ایک طوفان آیا تھا پورے پاکستان میں اور خاص طور پر ہمارے پہاڑی علاقوں میں ہزارہ ڈویژن میں بڑا طوفان آیا تھا اور پہاڑوں کے پہاڑ بہہ گئے تھے ۔ یہ قدرت کی طرف سے اور اللہ تبارک وتعالی کی طرف سے اور یہ قدرت کی ناراضگی کی وجہ سے یا ہم جو نافرمانیاں کر رہے ہیں ان کی وجہ

سے اللہ کی طرف سے یہ طوفان آتے ہیں۔ ہمارے قائد میاں محمد نواز شریف صاحب نے نیشنل اسمبلی میں شریعت بل پاس کرایا۔ یہاں لوگ طرح طرح کی بولیاں بول رہے ہیں۔ یہ سارے ہمارے بزرگ ہیں۔ ہم سب ایک ہیں' پاکستانی ہیں۔ سندھ میں اگر کوئی طوفان آیا ہے تو یہ اللہ کی طرف سے آیا ہے۔ حکومت وقت نے کسی جگہ بھی اگر کوئی غفلت کی ہو تو انشاء اللہ ہم یہاں حق اور سچ کی بات کریں گے۔ ہمارا یہ ایمان اور عقیدہ ہے۔ اس وقت سندھ کے بھائیوں پر اللہ کی طرف سے جو طوفان یا آفت آئی ہے ہم سب مل کر اس کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ ہمارے چیف منسٹر این ڈبلیو ایف پی نے ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کا عطیہ دیا ہے۔ بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نے ایک کروڑ روپے کا عطیہ دیا۔ یہاں سے ہمارے بااثر مسلم لیگی سینیٹر صاحبان نے پانچ ہزار گھر اپنی جیب سے بنا کر دینے کا اعلان کیا ہے۔ اس پر کام بھی شروع ہو چکا ہے۔

وزیر اعظم پاکستان نے تمام مصروفیات کو ترک کر کے تمام تر توجہ سندھ کے متاثرین کی طرف مبذول کی ہوئی ہے۔ آئے دن وہ وہاں جاتے ہیں۔ آج بھی وہ کراچی میں ہیں۔ یوم تکبیر کی جتنی بھی تقریبات تھیں ، جنہیں شایان شان طریقے سے منانے کا پروگرام تھا' سب منسوخ کر کے انہیں سادگی سے منایا گیا۔ وزیراعظم صاحب نے کہا کہ سندھ میں رہنے والے اپنے بھائیوں پر سیلاب اور طوفان آیا ہوا ہے' ان کی مدد کے لئے سب مل کر کوشش کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب آیا ہے اور اسے ہم نے مل کر سہنا ہے اور اللہ سے مدد مانگنی ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ اے اللہ کریم ! ہم سے اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو ہمیں معاف کر دے۔

آدھا پاکستان ہم کھو بیٹھے۔ کس کی وجہ سے ؟ کیوں کر یہ ہوا ؟ ہمارے بزرگ سیاستدان یہاں بیٹھے ہیں ان کے سامنے یہ ہوا۔ پنجاب کسی واحد شخص کی ملکیت نہیں ہے۔ سندھ کسی ایک شخص کا نہیں ہے۔ بلوچستان یا صوبہ سرحد کسی شخص کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ چاروں اکائیاں مل کر پاکستان اور وفاق بنتا ہے۔ اسلام آباد اس مرد مجاہد فیلڈ مارشل ایوب کی نشانی ہے۔ اس کے دور میں سندھ میں جتنی industry قائم کی گئی تھی آج پورے ملک میں اتنی industry نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہماری غفلت اور بیوروکریسی کی غلط حکمت عملی کی وجہ سے ہم دن بدن خسارے میں جا رہے ہیں۔ میں آج ایمانداری سے سب مسلمان بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ پاکستان سطح کے تمام لیڈروں پر نظر دوڑائیں تو آپ کو اگر کوئی شخص نظر آئے گا جس میں تمام تر قائدانہ صلاحیتیں ہوں گی تو وہ میاں محمد نواز شریف ہیں' میاں محمد نواز شریف ، مجاہد اسلام۔ بانی پاکستان قائد اعظم کا اگر کوئی ثانی ہے تو وہ صرف میاں محمد نواز

شریف ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے ہمیشہ ہر شخص کے ' ہر غریب کے دروازے پر جا کر مشکل وقت میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ انہوں نے غریبوں کے ساتھ بیٹھ کر چائے پی۔ ان کی حوصلہ افزائی کی اور پچاس کروڑ روپے دینے کا اعلان کیا۔ آپ کو پتہ ہے اس وقت ہمارے ملک کے معاشی حالات کیا ہیں؟ اس کے باوجود پچاس کروڑ روپے کا فوراً اعلان کیا ہے۔ صوبہ سرحد نے بھی اسی طرح اعلان کیا۔ بلوچستان نے اسی طرح اعلان کیا۔ پنجاب نے بھی کیا۔

جناب! یہ ایک issue ہے اور مل جل کر افہام وتفہیم کے ساتھ بیٹھ کر اس کا حل نکالنا چاہیئے۔ اگر حکومت کی طرف سے کوئی کوتاہی ہوتی ہے تو اس کی آپ نشان دہی کریں۔ ہم کسی کو نہ چھیڑتے ہیں اور نہ اپنے اصول چھوڑتے ہیں۔ ہمارے بزرگ سیاستدان کہتے ہیں کہ ہمیں نہ چھیڑو۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کسی کو چھیڑنے کی۔ ہم اپنے بزرگوں کو برا بھلا نہیں کہتے۔ ہم ان کی عزت اور احترام کریں گے۔ وہ جو کام اچھا کریں گے ہم ان کی حمایت کریں گے۔ ہماری ان سے یہ گزارش ہے کہ آج مشکل وقت میں میاں محمد نواز شریف کے ساتھ مل کر پاکستان کی بقا کے لئے ' نفاذ اسلام کے نئے کام کریں۔ ایک وقت تھا جب پاکستان بن رہا تھا تو خوشی سے ہمارے آنسو نکلے تھے۔ ایک وقت تھا جب 1971ء میں پاکستان ٹوٹ رہا تھا تب نکلے تھے۔ ۱۱ مئی ۹۸ کو جب بھارت نے دھماکے کئے تو پوری قوم رو رہی تھی۔ لیکن میاں محمد نواز شریف صاحب نے بڑے حوصلے اورمستقل مزاجی سے ' تمام قائدین سے ' پوری قوم سے مشاورت کے بعد ۲۸ مئی کو دھماکہ کر دیا اور پاکستان کو پوری دنیا میں اور عالم اسلام میں ایک ایٹمی طاقت بنا کر اسلامی ملک کے ناطے سے' اسلامی ٹائیگر کے ناطے سے دنیا میں روشناس کرایا۔

مسئلہ کشمیر کو جس انداز میں میاں محمد نواز شریف صاحب اور اس کی حکومت نے اورمسلم لیگ کی حکومت نے اور ان کی حلیف جماعتوں نے جو ہمارے ساتھ چلی ہیں' چل رہی ہیں اور انشاء اللہ چلیں گی 'پیش کیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ایک عذاب آیا ہے ۔ حکومت کی طرف سے انشاء اللہ کسی جگہ بھی کوتاہی نہیں ہو گی۔ سربراہ حکومت ہونے کی حیثیت سے میاں محمدنواز شریف صاحب' مجاہد اسلام نے کہیں بھی کوئی کوتاہی نہیں کی اور یوم تکبیر منانے میں انہوں نے تمام معاملات موخر کر دیئے اور انہوں نے کہا کہ اس تقریب کو سادگی کے ساتھ مناؤ ۔ یہ بہت بڑا اقدام ہے ۔ کوئی پٹاخہ بھی بجا دیتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ میاں نواز شریف نے غلطی کر دی ہے۔ غلطی انسان سے ہی ہوتی ہے' اور اگر ہم غلطی نہ کرتے تو آج ہم جنت میں ہوتے ۔ اگر اماں حوا جنت کا دانہ نہ کھاتیں تو ہم دنیامیں نہ بنگلہ دیش کی بات کرتے' نہ پاکستان کی بات ہوتی' ہم جنت میں مزے کررہے ہوتے ۔ اسلئے آج

بھیموقع ہے کہ اللہ سے معافی مانگی جائے اور اللہ کے حضور سر بہ سجدہ ہو کر معافی مانگتے ہوئے اس ملک کے لئے، نفاذ اسلام کے لئے، نفاذ شریعت کے لئے دعا مانگیں۔ قومی اسمبلی نے جو بل پاس کیا ہے، اللہ کو حاضر و ناظر جان کر، کلمہ پڑھ کر، یک جان ہو کر، یک زبان ہو کر اس بل کو پاس کریں، پھر دیکھیں کہ اللہ کی مدد آپ کو کس طرح ملتی ہے، اللہ کی رحمتیں و برکتیں اس ملک پر ہوتی ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ جی، جناب حافظ فضل محمد صاحب۔

حافظ فضل محمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر کچھ عرض کرنے کا موقعہ فراہم کیا۔ سندھ میں سیلاب، طوفان، تباہی و بربادی جس انداز سے مچی ہوئی ہے، یقیناً اس کے دو پہلو ہیں۔ ہمارے اس طرف کے حضرات اور بھائی اس انداز سے تقریر کرتے ہیں کہ جیسے ہم یہاں اپوزیشن میں بیٹھے ساتھی مورد الزام نعوذ باللہ خدا کو ٹھہرا رہے ہیں۔ اس قسم کی بات نہیں ہے۔ یہ ہم مانتے ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قدرتی آفات اللہ کی طرف سے ہیں، ایک بڑا وسیع نظام ہے، کائنات ہے، باد و باراں ہیں، یہ ہے، وہ ہے۔

بنیادی طور پر بات یہ ہے کہ ہمارے وسائل، ہمارے وجود، ہماری صلاحیت، ہماری استعداد، ہمارا بس جہاں تک چلتا ہے، یعنی حکومت وقت کے جو وسائل ہیں، محکمہ موسمیات کو جو سالانہ بجٹ مختص کیا ہوا ہے، پتہ نہیں وہ کتنا ہے؟ کتنے ارب اس پر خرچ ہوتے ہیں، یہ محکمہ مجرم ہے یا نہیں؟ ہمارے محکمہ موسمیات کے جو نام نہاد سائنسدان ہیں، جو نان خور ہیں، یہ بھی اس جرم میں شریک ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایک مسلم حقیقت ہے جس سے پوری دنیا واقف ہے کہ بی بی سی نے اس واقعہ سے تین دن پہلے مسلسل یہ تبصرہ پیش کیا ہے اور پورے عالمی میڈیا نے اس پر تبصرہ کیا کہ طوفان آ رہا ہے اور اس کا رخ اس اس جگہ پر ہے، پاکستان کی طرف ہے، ٹھٹھہ اور بدین کی طرف ہے، یہ یہ علاقے اس کی زد میں آ رہے ہیں۔ ہمارے ہاں جو سائنسدان یا حکومت کے کارندے ہیں ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ کیا یہ ایک مسلم حقیقت نہیں ہے کہ پوری دنیا کے میڈیا پر یہ بات آ رہی تھی اور ہمارے یہاں کے ذمہ دار لوگ اس وقت کہاں تھے، کہاں سو رہے تھے؟ بلکہ اس کے خلاف رپورٹیں دے رہے تھے کہ نہیں جناب! وہ طوفان انڈیا کی طرف جا رہا ہے، پاکستان کی طرف سے اس کا رخ مڑ گیا ہے، یہ ہم نے خود اپنے میڈیا سے سنا ہے۔ بھئی ان میڈیا والوں کو پکڑو، اس وزیر کو پکڑو، اس سائنسدان کو پکڑو، اس حاکم کو پکڑو، اس سائنسدان کو پکڑو، اس حکمران کو پکڑو کہ تم کیوں اتنا جھوٹ بولتے ہو۔ سیاست میں تم روزانہ بوریوں کے

حساب سے جھوٹ بولتے ہو' یہ تو ایک موسمی معاملہ ہے اس حوالہ سے تم کیوں جھوٹ بولتے ہو؟ یا تو اپنے اس فن کے حوالے سے وہ اس حد تک پہنچے نہیں ہیں' ان کے اندر وہ کمال نہیں ہے کہ واقعی صحیح چیز کا ادراک کر سکیں۔ لاکھوں اربوں ڈالر جو اس محکمہ پر خرچ ہوتے ہیں تو ان کا کیا فائدہ؟ اس کے سرپرست کو ہٹا دو' اس کو سزا دلوا دو' اگر کسی یورپی ملک میں اس طرح ہوتا تو جناب ! آپ آج دیکھتے کہ وہ عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہوتے۔

لیکن یہ پاکستان ہے ۔ یہاں کوئی کسی کو پوچھنے والا نہیں ہے ۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ یہ طوفان آیا کیوں؟ یہ تو ہمارے بس کی بات نہیں ہے' نہ ہم اس بنیاد پر حکومت وقت کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں کہ بھئی یہ طوفان آیا کیوں؟ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک تو یہ مجرمانہ غفلت ہے کہ طوفان آنے سے پہلے پوری دنیا یہ پیشنگوئی کر رہی تھی کہ یہ طوفان آ رہا ہے اور اس کا یہ یہ رخ ہے لیکن اس کا کوئی تدارک نہیں سوچا گیا۔ پھر جب یہ حادثہ ہو چکا تو اس کے لیے جو انتظامات ہونے چاہیئیں تھے' جو اقدامات حکومت کو اٹھانے چاہیئیں تھے' یقیناً انہوں نے نہیں اٹھائے۔

جناب! میں یہ اپنے حوالے سے نہیں کہہ رہا بلکہ اس دن بی بی سی کا نمائندہ خود وہاں سے آیا۔ وہ گاؤں گاؤں پھرا تھا۔ وہ دو تین دن پہلے یہ رپورٹ دے رہے تھے کہ سندھ کے حکام میاں صاحب کو وہاں لے جاتے ہیں جہاں پر کم لوگ متاثر ہوئے ہیں اور اصل حقائق کو چھپایا جا رہا ہے۔ جب میاں صاحب وہاں دورے پر جاتے ہیں تو آپ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے حکام چاپلوسی کی انتہا کر دیتے ہیں۔ ان کی چاپلوسی کی انتہا یہ بھی ہے کہ یہ میاں صاحب کی پیشانی پر بل دیکھنا نہیں چاہتے ۔ اس لیے یہ زیادہ تباہی والے علاقوں میں ان کو نہیں لے کر جاتے کہ بھئی معمولی سا طوفان آیا تھا اور گزر گیا اور اب فکر کی کوئی بات نہیں ہے اور کوئی بڑا حادثہ پیش نہیں آیا ہے۔ میاں صاحب اگر واقعتاً مخلص ہیں تو اس کی تحقیق ہونی چاہیئے اور وہ ان حکام کو سزا دیں کہ وہ اصل حقائق میاں صاحب سے چھپا رہے ہیں۔ اگر میاں صاحب خود ایسے ہی خوش ہیں تو وہ خود بزدل ہیں۔

جناب عالی! بات یہ نہیں ہے کہ طوفان آیا کیوں۔ طوفان کے بعد جو ان کے فرائض منصبی تھے ایک حکمران کے حوالے سے ' ان کے پاس پورے ملک کے وسائل ہیں لیکن اس کے باوجود ابھی بھی لوگ پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ ابھی تک لاشیں وہاں سے برآمد ہو رہی ہیں' ابھی تک دیہات کے دیہات پانی میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ بہت سے دیہات ابھی بھی ایسے ہیں کہ وہاں کے حکام کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہاں پر کوئی گاؤں یا بستی تھی یا نہیں۔

جناب! بات یہ ہے کہ وہ اپنے فرائض کو صحیح طریقے سے نہیں نبھا رہے ہیں۔ ہمارا الزام یہ نہیں کہ طوفان کیوں آیا‘ جیسے ہمارے ساتھی کہہ رہے ہیں۔ جناب! ان کی جو ناقص کارکردگی ہے اس بنا پر ہم ان کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں۔ انہوں نے طوفان آنے سے پہلے جس طرح غفلت کا ارتکاب کیا ہے اس کی بنا پر ہم ان کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں باوجود اس کے کہ پوری دنیا کہہ رہی تھی کہ طوفان آ رہا ہے۔ جناب! کیا یہ حقائق ہیں کہ نہیں؟

اب اگر وہ وہاں پر نہ جائیں تو کیا کریں۔ اب مگرمچھ کے آنسو تو بہانے ہیں‘ وہاں جانا تو ضرور ہے اور ان کو احساس تو دلانا ہے کہ بھئی میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مستقبل میں ووٹ بنانے کے لیے‘ کچھ اس قسم کے تاثرات قائم کرنے کے لیے تو ضرور جائیں گے لیکن وہ تو جا کے واپس آ جاتے ہیں۔ جو کچھ وہاں میاں صاحب نے دیا ہے اس کی ذمہ داری کون اٹھائے گا کہ وہاں تک پہنچے گا بھی یا نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ پچاس فیصد بھی ان تک نہیں پہنچے گا۔ وہ راستے میں گرتا جائے گا‘ ٹپکتا جائے گا۔ یہ جو بڑے بڑے راستے میں کھڑے ہیں‘ یہ سب کھا جائیں گے۔ غریبوں کو دو سال بعد بھی کچھ نہیں ملے گا۔ آپ کو پتہ ہے جناب کہ وہ process جب شروع ہو جاتا ہے تو ایک سال تک بھی وہ نہیں مل پاتے۔

میاں صاحب کی تمام سکیمیں ایسی ہی ہیں۔ ایک سال پہلے جو اعلان کیا تھا کہ آپ سکیم دے دیں میں ایک لاکھ فنڈ release کر دیتا ہوں۔ کیا وہ ابھی تک کسی کو ملا؛ یعنی ہر معاملہ اسی طرح ہی ہے۔ گردوں کے لیے ہسپتال بنایا۔ اس کا بھی ہمارا ایک کیس آیا تو ہمیں پتہ چلا۔ ابھی تک ہماری وہاں رسائی نہیں ہوئی۔ یہ اعلان کر کے کہیں اور چلے جاتے ہیں۔ یہ تمام لوگ اس طرح کی باتوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ہم ان کی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہاں یہ اپنے وزراء کو بھیجیں۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ جو چیز بھی ہے وہ ان کو نقد وہاں پر فراہم کریں۔ جو متاثرین ہیں ان کا حق ہے‘ ان کا مداوا ضروری ہے۔ یہ پورے پاکستان کا فرض ہے۔ ہر مسلمان کا‘ ہر باشندہ پاکستان کا فرض ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں لیکن بنیادی طور پر ہمارے پاس وسائل نہیں‘ مملکت کے‘ اس ملک کے‘ اس عوام کے وسائل تو انہی کے پاس ہیں۔ یہ ان کو بروئے کار لا کر عوام کا مداوا بن جائیں۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں یہ حالت ہے کہ

وائے رنجور کہ دردش بامداوا نہ رسید
جاں رسید بلبش و لیک مسیحا نہ رسید

افسوس ہے اس بیمار پر کہ جس کے لبوں تک یہ دوا نہیں پہنچی‘ جان تو ہونٹوں تک آ گئی لیکن مسیحا نہیں

پہنچا۔

سندھ میں بھی یہی کیفیت ہے۔ میاں صاحب آدھے گھنٹے کے لئے تشریف لے جاتے ہیں لیکن ان کی واپسی پر ان لوگوں کی وہی حالت ہے ۔ وہ بربادی' بدحالی ' پریشانی' بھوک' افلاس سے دوچار ہیں۔ ہمیں یقیناً اس مسئلے کو بالکل غیر سیاسی انداز سے اٹھانا چاہئیے ۔ یہ ہمارے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ وہاں جا کر صحیح طریقے سے ڈیرے لگا دیں۔ اپنے حکام کی بھی نگرانی کریں کہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ ہم اپنے حکام کو خوب جانتے ہیں۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ جناب۔ ماجد سلطان صاحب۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ نہ قائد حزب اقتدار ہیں نہ قائد حزب اختلاف اور آپ نے اس debate کو بہت اہم قرار دیا تھا۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جناب! اس عالم میں کورم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ مناسب خیال فرمائیں گے کہ جبکہ کورم بھی نہ ہو اور دونوں قائدین بھی موجود نہ ہوں تو یہ debate جاری رکھی جائے۔

جناب چیئرمین۔ دو وزراء موجود ہیں جو notes لے رہے ہیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ ایک وزیر صاحب بیٹھے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس debate کو اہمیت دی جا رہی ہے؟

جناب چیئرمین۔ نہیں' دو وزیر بیٹھے ہیں۔ میرے خیال میں ایک اور تقریر ہو جائے پھر time بھی ہو رہا ہے کیونکہ یہ معاملہ ایسا ہے کہ ایک دو تقریریں اب ہو جائیں تو باقی کل ہو جائیں۔

ڈاکٹر جمیل الدین عالی۔ جی بہتر ہے۔ میرا خیال ہے انہیں موجود ہونا چاہئیے۔

جناب چیئرمین۔ ماجد سلطان صاحب۔

جناب ماجد سلطان خواجہ۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ بات ہو رہی ہے کہ سندھ میں طوفان آیا اور ٹھٹھہ اور بدین کا بڑا علاقہ تباہ ہوا۔

جناب چیئرمین۔ جی۔

جناب ماجد سلطان خواجہ۔ چیئرمین صاحب! اس چیز میں کوئی شک نہیں ہے کہ تباہی بہت بڑے پیمانے پر ہوئی ہے اور واقعی جیسے ہمارے بھائی حاجی صاحب نے بھی کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہو گی۔ ہم لوگوں سے کوئی بڑا گناہ ہوا ہو گا۔ میں کہتا ہوں کہ سب پاکستانیوں کو جس طرح اللہ تعالیٰ سزا دیتا ہے' وقتاً فوقتاً ہمیں warnings ملتی رہتی ہیں۔ Thousands of hectres of land اس وقت پانی میں ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ میں یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہماری حکومت نے اور خاص طور پر ہمارے وزیر اعظم جناب محمد نواز شریف صاحب نے بر وقت کارروائی کی۔ میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلی دفعہ ہے I must say کہ within no time relief operations start ہوئے۔ پاکستانی آرمی' پاکستان نیوی کے جوانوں نے فوراً وہاں پہنچ کر جو لوگ پانی میں ڈوبے ہوئے تھے اور پھنسے ہوئے تھے ان کی مدد کی۔ بے شمار وہاں گاؤں ہیں' میں نے خود visit کیا ہے۔ میں یہ اخباروں کی بات یا سنی سنائی بات نہیں کرتا ہوں۔ میں نے پورا area, ایک ایک گاؤں اور ایک ایک جگہ خود جا کر دیکھی ہے۔ میں اس سلسلے میں پاکستانی آرمی کی جتنی بھی تعریف کروں کم ہے۔ ہماری Civil Administration اور خاص طور پر وزیر اعظم کے بعد گورنر سندھ نے جس طریقے سے وہاں پر personally جا کے visits کئے ہیں' every day almost گورنر سندھ وہاں جاتے رہے ہیں۔ وزیر اعظم صاحب بھی جس دن سے یہ طوفان آیا ہے' اگر روزانہ نہیں تو ہر دوسرے دن سندھ پہنچے ہیں۔ میں خاص طور پر حافظ فضل محمد صاحب کی اطلاع کے لئے عرض کروں گا کہ وزیر اعظم صاحب آئے ہیں اور گھنٹوں سندھ میں رہے ہیں اور جیسے انہوں نے کہا نہ صرف helicopter پر بلکہ زمینی طور پر بھی visit کیا ہے۔ لوگوں کو جا کر وہاں انہوں نے مدد پہنچائی ہے۔ ویسے تو لوگ کہتے ہیں کہ بہت ساری جانیں ضائع ہوئی ہیں لیکن actually جو ہمارے پاس صحیح اطلاعات ہیں کہ صرف 160 اموات ہوئی ہیں اور تقریباً 150 کے قریب missing ہیں اور وہ بھی وہ لوگ missing ہیں جو کہ سمندر میں دور چلے گئے تھے' وہ پڑھے لکھے لوگ نہیں ہیں' سب ان پڑھ لوگ ہیں اور ان کو اتنی سمجھ نہیں ہے' وہ لانچز پر دور نکلے ہوئے تھے' ان لوگوں تک اطلاعات نہیں پہنچیں' وہ missing ہیں۔ ان کی ابھی بھی تلاش جاری ہے۔

وزیر اعظم صاحب نے طوفان آنے کے بعد پچپن کروڑ روپے کی ریلیف کا اعلان کیا ہے' five hundred and fifteen million rupees اور relief operation شروع ہو گئے ہیں۔ ہمارے سندھ کے Relief Commissioner personally supervise کر رہے ہیں اور نہ صرف گورنر سندھ کو daily report دی جا رہی ہے بلکہ اسلام آباد کو بھی دی جا رہی ہے۔ وزیر اعظم صاحب خود monitor کر

رہے ہیں ۔ Relief جاری ہے اور میں اپنے دوستوں اور بھائیوں کو خاص طور پر کہوں گا کہ وہاں کھانا وافر مقدار میں پہنچا ہے ۔ یہ سنی سنائی بات نہیں ' میں خود وہاں گیا ہوں ۔ لوگوں نے بتایا ہے کہ کھانا ' کمبل ' رہنے کا سامان ' utencils اور ہر چیز اتنی وافر مقدار میں ہے کہ کسی کو شکایت نہیں ہے ۔ Tents لگا دیئے گئے ہیں اور وقتی طور پر لوگوں کے رہنے کے تمام بندوبست کر دیئے گئے ہیں ۔

Of course, وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا ہے اور ان کی ہدایت پر ہمارے کچھ دوستوں نے بھی ہزاروں گھر بنانے کا اعلان کیا ہے ' وہ بننے شروع بھی ہو گئے ہیں اور میرے خیال میں آپ کو ایک دو دن میں اخبارات کے ذریعے اطلاعات بھی آ جائیں گی ۔

وہاں چھوٹے چھوٹے گاؤں بھی ہیں جن میں دس دس گھر بھی ہیں اور پانچ سو گھر بھی ہیں ۔ مختلف گاؤں ہیں ' شاہ بندر ' گوڑا باری ' گلارچی ' جاتی وغیرہ جہاں ریلیف دی جا رہی ہے ۔ ان سیلاب زدہ علاقوں میں بلاشبہ پانی چڑھا ہے ۔ اس لئے خاص طور پر ہم نہ صرف کاشتکاروں کو بیج مہیا کر رہے ہیں بلکہ aerial spray بھی انشاء اللہ تعالٰی بہت جلد شروع ہونے والا ہے ۔ ہماری اطلاعات کے مطابق ٹوٹل چھ سے سات لاکھ لوگ سیلاب سے متاثر ہوئے ہیں ۔ ان سب کے لئے relief operations شروع ہو گئے ہیں ۔ جن لوگوں کے گھر بالکل تباہ ہو گئے ہیں ان کو ایک لاکھ روپے per head حکومت نے دیئے ہیں اورتیس ہزار روپے ایک بچے کے دیئے ہیں اور یہ چیک وزیر اعظم صاحب نے ذاتی طور پر چار دن پہلے کافی بڑی تعداد میں hand over کیے۔ میں اپنے سندھ کے رہنے والے دوستوں سے خاص طور پر کہوں گا کہ صرف یہاں بیٹھ کر بات کرنے کی بجائے اگر وہاں جا کر visit کر لیں تو انہیں صحیح معلومات حاصل ہو جائیں گی ۔ میں خود وہاں سے ہو کر آیا ہوں کیونکہ میں نے سیشن میں بات کرنی تھی ۔

جناب والا! حکومت کا منصوبہ ہے کہ لوگوں کو پوری طرح آباد کریں گے ۔ جیسا کہ میں نے بتایا rehabilitation شروع ہو گئی ہے اور اس کے لئے ہم حکومت کو دوبارہ داد دیتے ہیں ۔ پوری طرح rehabilitation ہو گی ۔ وزیراعظم صاحب اس سے پہلے بھی دورہ کر چکے ہیں ' آج دوبارہ گئے ہوئے ہیں اور میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں ' اور میں repeat کروں گا کہ اس سے پہلے کبھی بھی وفاقی حکومت نے اتنا interest نہیں لیا بلکہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ہم نے تو ایک لاکھ روپیہ فی کس دیا ہے اس سے پہلے جو سندھ کی وزیر اعظم تھیں ان کے زمانے میں جب دادو میں سیلاب آیا تو انہوں نے صرف ہیلی کاپٹر پر ہی چکر لگایا ' نہ صرف یہ کہ ہوا میں رہیں نیچے اترنا بھی گوارا نہیں کیا اور جو compensation دیا that was only 60 rupees per head. اس کو compare کر لیں ۔ یہ باتیں ریکارڈ پر ہیں ۔

جناب میں ایک اور بات ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس calamity میں ہمارے جتنے برادر مسلم ممالک ہیں انہوں نے بھی مدد کی ہے۔ وزیراعظم کے دورے کے فوراً بعد UAE سے ہمیں بہت بڑی مدد ملی ہے۔ سعودی عرب نے بھی مدد کی ہے۔ باقی اسلامی ممالک بھی ہماری مدد کر رہے ہیں۔ ساری دنیا سے ریلیف آنا شروع ہو گیا ہے اور تمام متاثرہ جگہوں پر پہنچ رہا ہے۔ I can assure کہ ہماری گورنمنٹ پوری طرح alert ہے۔ سندھ کو دوبارہ آباد کرنے کے لئے کوئی بھی کمی نہیں چھوڑیں گے۔

اجمل خٹک صاحب ہمارے بزرگ ہیں، بڑے ہیں، میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ ہم سب پاکستانی ہیں اور کم از کم کراچی میں رہ کر ہم نے کبھی یہ محسوس نہیں کیا کہ کون سندھی ہے اور کون پنجابی ہے، کون مہاجر ہے یا کون بلوچ ہے۔ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم سب پاکستانی ہیں۔ اس لئے جب ابھی یوم تکبیر منایا گیا تو یہ پاکستان کے لئے بہت بڑا فخر ہے۔ وہ بھی ہم نے کراچی ہی میں منایا۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ قطب الدین صاحب۔

Khawaja Qutabuddin: Sir, I would like to apologize for the loud voices, for the conduct that you saw and I hope that you will accept my apology.

Mr. Chairman: Accepted, accepted.

Khawaja Qutabuddin: My contention is always that the dignity and decorum of this House should always be maintained, and I have always maintained that when we hear the other side, the other side should also hear us.

میرے دوست جو یہاں تشریف رکھتے ہیں۔ میں نے ہمیشہ ان سے یہی کہا ہے۔ اور اِس طرف والوں سے بھی یہی کہا ہے کہ صاحب آپ بھی ہمیں سنیئے اور ہم بھی آپ کو سنتے ہیں۔

We have really listened to them very patiently and we have enjoyed their speeches. Honourable Senator Rabbani and honourable Safdar Abbasi, they are very good friends of mine and unfortunately, we have entered into a shouting match. I am sure as much as I regret they would also feel the same way. I will try my level best that in future I should not be swayed by emotions and I would

rather like to confine myself to the business of this House and whatever the subject is being discussed. Coming to subject. Sir, emotions

میں بھری ہوئی تقریر اگر کی جائے تو کبھی بھی یہ نہیں ہو سکتا کہ mis-statement کو ایک حقیقت سمجھ لیا جائے۔ جو کچھ بھی کہا گیا۔ معزز سینیٹر ربانی صاحب نے جو بھی allegations لگائے ہیں وہ سارے میں مسترد کرتا ہوں۔ انہوں نے جس طریقے سے present کیا ہے۔ وہ لوگوں میں further division پیدا کرنے کی کوشش ہے۔ یہ ہمیشہ فیڈریشن اور وفاق کی بات کرتے ہیں۔ آج اسی فیڈریشن کو نقصان پہنچانے کی بات کر رہے تھے۔ وہ لوگوں کی محرومیت اور لوگوں کی تکالیف پر سیاست کرنا چاہ رہے تھے۔ یہ ایک بہت national calamity ہے جس پر پوری قوم بہت غمگین ہے۔ ساری قوم اس تکلیف کو دور کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ پہلے تو میں اس بات پر آؤں گا جو بار بار کہہ رہے ہیں کہ information نہیں دی گئی۔ اس کی باقاعدہ انکوائری کی جائے۔ معلوم کیا جائے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے یا نہیں ہے۔ جو کچھ میں نے معلوم کیا ہے اور میں نے پوچھا ہے ویسے بھی پاکستان کے پاس وہ warning apparatuses نہیں ہیں۔ لیکن آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے ۵ سال سے ہر سال ہم سنتے ہیں کہ cyclone آ رہا ہے اور پھر بعد میں پتہ چلا کہ اس نے اپنا رخ موڑا اور گجرات کو hit کر گیا یا انڈین سائید کو hit کر گیا۔ اس بار بھی کوسٹ گارڈ والے لوگوں کے پاس آئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ cyclone آ رہا ہے۔ تو یہ اسی طریقے سے لیا گیا کہ ہر وقت کہا جاتا ہے کہ cyclone آ رہا ہے اور پھر cyclone کا رخ بدل جاتا ہے۔ ویسے بھی آپ ۲۴ گھنٹے پہلے یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ کس جگہ سے cyclone گزرے گا۔ کیونکہ آپ نے دیکھا کہ ۲۴ گھنٹے پہلے یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ گجرات کی طرف جا رہا ہے۔

But suddenly it turned the course and it hit the Costal areas. Unfortunately

ہمارے بدین اور ٹھٹھہ ڈسٹرکٹ کو بڑا نقصان پہنچا۔ ان divisions and districts کو بہت severely damage کیا لیکن nevertheless میں یہ چاہوں گا کہ جیسے سینٹ کہہ رہا ہے کہ آپ پھر بھی انکوائری کریں۔ اگر کوئی اس کا ذمہ دار ہے تو action لیا جائے اور آئندہ اس کے لئے تدابیر کی جائیں۔

اب important چیز یہ ہے کہ جب cyclone نے hit کیا تو پھر اس کا reaction کیا ہوا۔ پچھلے تمام جو فلڈ آئے تھے ۷۰ میں اور ۹۲ میں، یہ ساری چیزیں میں دیکھ چکا ہوں اس کی relief effort میں in 1993, through business and industry, I had the opportunity کہ میں نے massive programmes personally launch کئے اور میں نے یہ دیکھا ۔ میں ایک صحیح بات جانتا

ہوں، آپ میری بات پر believe کریں کہ جتنی تیزی سے response گورنمنٹ نے اس relief effort پر کیا اس پر میں خراج تحسین پیش کرنا چاہتا ہوں

not only to the Prime Minister but also to the Governor of Sindh.

جناب! اتنی massive relief effort ہوئی ہے جو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ ساتھ ہی سندھ کی اور اربن سندھ کی public اس cyclone کے affectees کے لئے دل و جان سے کام کر رہی ہے۔ یہ پہلی دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ کاروبار ٹھپ ہیں، آپ سب کو معلوم ہے کہ دکانداری نہیں چل رہی، آپ سب کو معلوم ہے کہ business ابھی pick up ہی کر رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس اپیل کے بعد جو response میں نے دیکھا ہے، میں نے آج تک تاریخ میں کبھی بھی نہیں دیکھا کہ کس طریقے سے لوگ باہر آ رہے ہیں اور contribute کررہے ہیں۔ اس وقت جو private effort ہے وہ unprecedented ہے

and I am personally involved in this.

کراچی کی، اربن سندھ کی پوری تاجر برادری کو ایک موقع ملا ہے گاؤں کے لوگوں کو یہ بتانے کا کہ ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ rural and urban divide ہے تو یہ ایک بڑا بہترین موقع ہے کہ اس gap کو ختم کریں اور اس gap کو ختم کرنے کے لئے ہی روزانہ لاکھوں روپے کا relief material جا رہا ہے اور میں جو پرسوں دیر سے آیا تھا تو اسی وجہ سے کہ میں وہاں روزانہ تقریباً 10-12 lac کا کھانے کا مال بھجوا رہا تھا، میں خود coordinator ہوں پوری effort کا جو business and industry کر رہی ہے۔ Karachi Chamber of Commerce کے زیر سایہ SITE Association of Industry, Federal B Area Association of Industry, Landhi, Korangi, ان ساری industrial associations نے Prime Minister سے مل کر collectively and individually وہاں کیمپس لگا کر کام کیا ہے اور یہ relief work کر رہے ہیں۔

کھانے کی مقدار وافر ہے۔ کہتے ہیں کہ وہاں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے، میں یہ چاہوں گا کہ بجائے اس کے کہ آپ کچھ کہیں اور میں کچھ کہوں، ہم آپس میں بیٹھ کر ایک کمیٹی بنا لیتے ہیں اور چل کر دیکھتے ہیں کہ وہاں on the ground کیا situation ہے۔ یہی سب سے بہترین طریقہ ہے۔ گورنر کی جتنی آپ تعریف کریں کم ہے۔ وہ شخص جگہ جگہ جھولی پھیلائے جا رہا ہے، ہر ایک سے پیسے مانگ رہا ہے، ہر ایک سے کہہ رہا ہے کہ آپ خود وہاں چلے جائیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ civil

administration میں 50% اور ہو سکتا ہے کہ 60% تک ضائع ہو جائے جبکہ لوگ اس کو کنٹرول کر لیں گے تو میں آپ کی اطلاع کے لئے یہ بتاؤں کہ جب ہم کروڑوں روپے Prime Minister کو cash دینے گئے تو انہوں نے کہا کہ cash اپنے پاس رکھیں۔ آپ خود جائیں، آپ خود اپنے ہاتھ سے خرچ کریں اور خود جا کر دیکھیں کہ وہاں کیا حالات ہیں۔

کل ہمارے Chairman, Cyclone Relief Committee, S. A. Munir گورنر کے ساتھ گئے اور وہاں ایک بہت بڑے رقبے کا visit کیا جو totally تباہ ہوا ہے۔ میں fully agree کر رہا ہوں آپ سے کہ تباہی unprecedented level پر ہے۔ مالی، جانی نقصان بہت ہوا ہے۔ یہ ہم agree کرتے ہیں۔ ہم آپ سے کوئی dispute نہیں کر رہے۔ کیوں dispute کریں، آپ اور ہم سب ساتھ ہیں اس سانحہ میں۔ ہم یہ کیوں آپ سے کہیں کہ بھئی یہ نہیں ہے، گورنمنٹ کو defend کرنے کی بات نہیں ہے۔ یہ طوفان گورنمنٹ کی لائی ہوئی چیز نہیں ہے۔

ہم نے accept کیا ہے کہ جو dwellings ہیں ان سب کو بنانے کی ذمہ داری ہم پر ہے۔ یہ urban Sindh کی تاجر برادری کی ذمہ داری ہے۔

We want to show to the rural Sindh that we are not separate from you.

میرا ایک objection یہ ہے کہ اسے یہاں اس طریقے سے present کیا جارہا ہے کہ ہمیں divide کیا جا رہا ہے۔ ہم سے کہا جا رہا ہے کہ ان کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے۔ کیا آپ پاکستانی نہیں ہیں؟ ارے بھئی! پاکستانی ہیں، ہمارے بھائی ہیں۔ آپ کیوں اس طریقے سے اپنی سیاست اس پر کرنا چاہتے ہیں۔

There are many other topics or subjects

جہاں آپ اپنی سیاست چمکائیں، جہاں آپ جا کر کہیں۔ جب آپ اتنی باتیں مجھ سے کر رہے ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ آپ سندھ کی بڑی سیاسی پارٹی ہیں، آپ نے کیا کیا۔ میں جانتا ہوں کہ میں نے ۱۹۹۳ میں جو effort کی تھی، biggest relief effort mount کی تھی، اس وقت جو effort کی تھی، کشمیر سے لے کر پورے سندھ کے lower regions تک effort کی تھی۔ روزانہ لاکھوں روپے کا material by PIA air lift کرتے تھے، ٹرکوں کے ذریعے ہم بھجوایا کرتے تھے۔ آپ کو بھی میرے خیال میں معلوم ہو گا کہ ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ کونسی political leanings ہیں، لیکن اس بار میں یہ کہتا ہوں کہ گورنمنٹ کی effort اتنی موثر ہے کہ I would like to pay all the credit and appreciate the efforts of the government. یہ نہیں ہے جو آج کہہ رہے ہیں کہ 55 کروڑ دیا یا half a billion

ہے this is not the end of it اتنے کم عرصے کے اندر اتنا amount sanction ہوا ہے' یہ end نہیں ہے جو آپ کہہ رہے ہیں کہ دو بلین ہو جائے یا ڈھائی بلین ہو جائے۔ ہو سکتا ہے اس سے زیادہ بھی required ہو اور وہ ہوگا جب rehabilitation efforts ہوں گی۔ گورنر نے اپیل کی کہ بھائی! اب rehabilitation کا کام ہے اب فصل کا کام ہے۔ جمعے کے روز پہلا installment one thousand acres کے لئے seed ہم handover کریں گے۔ the urban Sindh is going to hand over to the Governor ہم خود جا کر دیکھیں تاکہ کچھ کریں۔ Seeds کی بڑی کمی ہے سندھ میں بھی' پنجاب سے ہم acquire کر رہے ہیں لیکن میں یہ نہیں کہہ رہا کہ سارے credits ہم لے رہے ہیں یا اپنے نام کی خاطر کر رہے ہیں۔ اپنے بھائیوں کے لئے کر رہے ہیں۔ یہ ایک ایسا issue ہے جس کو آپ political issue نہ بنائیں' کوئی political milage gain کرنے کی کوشش نہ کریں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ آپ آئیے' ہمارے ساتھ ملئے' آئیے' چلئے ساتھ' ہم سب مل کر کام کرتے ہیں۔ اس میں کسی کے لئے political milage gain کرنے کی بات نہیں ہے' کوئی اپنے نمبر بڑھانے کی بات نہیں ہے۔ وہاں جب جائیں گے۔ تو آپ سب کچھ بھول جائیں گے۔ آپ کہتے ہیں کہ وزیراعظم صاحب وہاں گئے اور مگر مچھ کے آنسو بہا کر آئے۔ مجھے بتائیے history میں جب کبھی بھی floods آئے تو کون سا Prime Minister اتنی دفعہ گیا جتنا کہ اس دفعہ گئے۔ Prime Minister آج بھی وہاں موجود ہیں' آج بھی وہاں سے ہو کر آئے ہیں اور میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہاں جس طریقہ سے civil انتظامیہ کو tight کیا گیا ہے اور جو بہترین کام وہاں پاکستان کی Armed Forces کر رہی ہیں وہ واقعی خراج تحسین کے لائق ہیں۔ تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ہم آپس میں اس پر جھگڑا نہ کریں۔ let us try and try to make یعنی کوئی cooperative efforts کریں' to help the Government, to help the people میرے خیال سے اس میں جو people to people programme ہونا چاہئیے لوگوں کا جو response ہے' لوگ جو کام کریں گے وہ پوری گورنمنٹ مل کر بھی نہیں کر سکتی۔

جناب چیئرمین۔ Wind up کریں۔

خواجہ قطب الدین۔ جناب! میں اس کو wind up کرنے سے پہلے ایک suggestion اور بھی دوں گا' although جو suggestion دوں گا اس کا اتنا impact نہیں ہوگا لیکن کیونکہ سینٹ میں پوری federation کی ایک نمائندگی ہے اور ہم سب کی equal representation ہے تو میں یہ

کہوں گا کہ as a symbolic gesture ہم سب اگر ایک مہینہ نہیں تو کم از کم ایک ہفتے کی salary دیں۔ مجھے معلوم ہے کہ آپ سب لوگ بہت زیادہ کر رہے ہوں گے۔ آپ لوگ لاکھوں روپیہ خرچ کر رہے ہوں گے، لیکن میں یہ کہوں گا کہ سینٹ کے behalf تھوڑا سا contribution کریں۔ ایک lead لیں ایک institution کی طرف سے ایک lead لیں تاکہ یہ آگے دیا جائے اور میں پھر اپنے honourable Senator Raza Rabbani Sahib اور صفدر عباسی صاحب دونوں سے یہ کہوں گا کہ ہم آپس میں بھائی ہیں۔ اگر میری بات سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے تو واقعی میں اس ہاؤس کی dignity and decorum کی خاطر اور اس کے وقار کی خاطر اور آئندہ خوش گوار ماحول رکھنے کی خاطر ان سے یہ کہوں گا کہ ہم relationship جو بھائی بندی کو قائم رکھیں۔ ان کو کوئی خراب چیز نظر آئی ہو تو میں اس چیز کے لئے ان سے apologise بھی کرتا ہوں and at the same time جو مجھے تکلیف پہنچی ہے ان کے الفاظ سے، جس کی وجہ سے میں emotionally ذرا react کر گیا تو وہ بھی میں اپنی طرف سے معاف کرتا ہوں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کے اوپر ایک بہت بڑی مصیبت آئی ہے جو کہ گورنمنٹ کی پیدا کردہ نہیں ہے۔ یہ ایک calamity ہے اور let us all try to go there and help those people. میں پھر یہ کہتا ہوں ربانی صاحب سے اور جتنے بھی لوگ یہاں بیٹھے ہیں کہ جناب! divide کرنے کی کوشش نہ کریں۔ یہ ایک موقع ہے جس میں ہم unite ہو سکتے ہیں urban اور rural میں ایک موقع ہے اور ہم پوری کوشش کر رہے ہیں کہ رات اور دن کام کرکے ان مجبور اور مظلوم لوگوں کی پوری مدد کریں۔ جو جانی نقصان ہوا ہے ان جانوں کو تو واپس نہیں لاسکتے لیکن کم از کم ان کی جو آئندہ life ہے اس کو بہتر بنانے کے لئے ان کی rehabilitation efforts میں ہم maximum possible کام کر رہے ہیں اور کام کریں گے۔ Thank you جناب۔

جناب چیئرمین۔ جناب رضا ربانی صاحب۔

Mian Raza Rabbani: Sir, on a point of personal explanation, I want to say something on three issues.

جناب چیئرمین۔ دیکھیں آپ کا گلا بھی بیٹھ گیا ہے۔

Mian Raza Rabbani: Sir, I reciprocate the sentiments and gesture of the honourable Senator on my behalf and even on behalf of Senator Safdar

who is not here at the moment. The other point that I would like to clarify is that

جیسے انہوں نے ایک ہفتے کی تنخواہ کا کہا ہے ۔ ۲۷ تاریخ کو پاکستان پیپلز پارٹی کی سنٹرل ایگزیکٹو کمیٹی کا اجلاس ہوا تھا اور اس میں یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تمام

parliamentarians, MNAs, Senators and members of the provincial assembly will contribute their one month's salary towards the cyclone affectees although it is not even too much but it is a token gesture.

دوسری بات میں-----

جناب چیئرمین۔ان کا مطلب ہے کہ سینٹ کی جانب سے کوئی چیز جانی چاہیئے۔

میاں رضا ربانی ۔ جناب اگر سینٹ یہ کرتا ہے تو we will give our month's salary to the Senate, Senate can send it if that finally becomes a decision.

جناب چیئرمین۔ٹھیک ہے آپ مشورہ کرلیں۔

میاں رضا ربانی ۔ ٹھیک ہے جناب۔ دوسری بات' انہوں نے کہا کہ آپ سندھ کی پارٹی ہیں ۔ آپ کی نمائندگی ہے' آپ نے کیا کیا؟ میں ان سے یہ عرض کروں گا کہ آپ گورنر سندھ ' جن کی وہ اتنی تعریف بھی کر رہے تھے ' کی statement پڑھ لیں ۔ اس statement میں by name he has thanked the Pakistan Peoples Party for its relief efforts and for the work that it is doing in flood affected areas.

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جناب اجمل خٹک صاحب۔

جناب محمد اجمل خان خٹک۔جناب چیئرمین ! خواجہ صاحب نے جو کہا' مجھے اعتراف ہے کہ انہوں نے حقائق پر روشنی ڈالی ۔ اس سلسلے میں جو آپ نے اچھی بات کی ' حافظ صاحب نے بھی کہا تھا اور میں نے بھی اشارہ کیا تھا کہ جو ریلیف یا امداد پہنچائی جا رہی ہے ' وہمیں خدشہ ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ وہاں تک نہیں پہنچے گی ۔ آپ نے اچھی بات کی کہ ہم سب کو وہاں پر دعوت دی۔ ہم سب مل کر وہاں جائیں ۔ یہ اچھا جذبہ ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ طوفان ہے لیکن یہ ہم سب کے لئے ہے ۔ اس لئے اگر اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا جائے ' تمام پارٹیوں کی نمائندہ کمیٹی یا ان کی طرف سے کوئی کمیٹی وہاں جا کر relief کی کوشش اور نگرانی کرے ۔ زیادہ خوشی مجھے اس بات پر ہوئی کہ آپ نے کہا کہ کراچی کے تاجر ' صنعتکار

لوگ بڑے شوق سے چندہ دے رہے ہیں - بہت اچھی بات ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ سندھ کے عوام نے بھی اس سلسلے میں کافی کوشش کی ہے - میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کل شاید میں ہوں گا یا نہیں لیکن میری یہ تجویز ہے کہ سینٹ کی طرف سے یہ تجویز آئے کہ ریلیف پہنچانے کا معقول انتظام کرنے کے لئے ہم سب سے مدد لی جائے - یہ میری تجویز ہے، اگر سب ساتھی اس پر متفق ہو جائیں -

جناب چیئرمین - چلیں، کل اس پر مشورہ کرلیں گے - Now time has come to adjourn the House, so it is adjourned till 5.00 p.m. tomorrow. کل ہو سکتا ہے the other matters can also come. O.K. 5.00 p.m. tomorrow.

[The House was then adjourned to meet again at five of the clock in the evening on Thursday, June 03, 1999].